گلدستہ

دس سال سے تیرہ سال تک کی عمر کے بچّوں کا نصاب

اپنی اولاد کی ایسے رنگ میں تربیت کرو کہ یہ تین خوبیاں بطور عادت و خصلت کے اُن میں راسخ ہو جائیں ۱۔ اپنے نبیؐ کی محبّت ۲۔ نبیؐ کے اہل کی محبّت ۳۔ قرآنِ کریم کا پڑھنا۔ کیونکہ قرآن کریم کے حاملین اللہ تعالےٰ کے انبیاء و اصفیاء کے ساتھ اُس روز اللہ تعالیٰ کے سائے کے نیچے ہوں گے جس روز اُس کے سایہ کے سوا کہیں بھی سایہ نہ ہو گا۔ حدیث مبارکہ

(الجامع الصغیر للسیوطی جزو اول صفحہ ۱۳)

انسان کا دِل خدا تعالےٰ نے صاف بنایا ہے پھر وہ دُنیا میں آکر نیکی کرتا ہے یا بدی کرتا ہے۔ جب وہ نیکی کرتا ہے تو ایک سفید نقطہ اس کے دِل پر لگ جاتا ہے اور جب کوئی بدی کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اُس کے دِل پر لگ جاتا ہے۔ پھر جوں جوں وہ نیکیاں یا بدیاں کرتا چلا جاتا ہے ان سفید یا سیاہ نقطوں کی تعداد بڑھنی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ ایک دن اس کا سارا دِل سیاہ ہو جاتا ہے یا سارا دل سفید ہو جاتا ہے۔ اگر اُس کا سارا دل سفید ہو جاتا ہے تو وہ بدی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اگر اس کا سارا دِل سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔

(حدیث مبارکہ)

گلدستہ

دس سال سے تیرہ سال تک کی عمر کے بچّوں کا نصاب

امۃ الباری ناصر۔بشریٰ داؤد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

لجنہ اماء اللہ نے صد سالہ جشنِ تشکر کے موقع پر ننھے بچوں کے لئے نصاب تیار کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس سلسلہ کی تین کتب کونپل، غنچہ اور گل منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ اب چوتھی کتاب دس سے تیرہ سال کے بچوں کے لئے "گلدستہ" کے نام سے تیار ہوئی ہے۔

حقیقت میں یہ کتاب گل ہائے رنگا رنگ کا مجموعہ ہے۔ گلاب کی خوشبو اس میں اس طرح شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کا پارہ الٓمّ نصف آخر، حضرت میر محمد اسحاق (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کے ترجمہ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔

سیرت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم (سوال و جواب کی صورت میں)۔

سیرت خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ چند تربیتی مضامین سے مزین ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں سیکرٹری شعبہ اشاعت محترمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ اور سیکرٹری اصلاح وارشاد محترمہ بُشریٰ داؤد صاحبہ کی بھرپور کوشش شامل حال ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ کان اللہ معھما۔

خدا کرے مجاہد مائیں ان کتب سے فائدہ اٹھا کر بچوں کی احسن رنگ میں تربیت کریں۔ اور حضور انور خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے نعرہ "سچے احمدی کی ماں زندہ باد" کی حقیقی حقدار قرار پائیں۔

قارئین کرام آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب کی ایک مرتبہ محترمہ بشریٰ داؤد صاحبہ ۲۰ جولائی ۱۹۹۳ء کو وفات پا گئی ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ مرحومہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	توحید (اسمائے الہٰی)	۷
۲	رسالت (مکّی زندگی)	۱۲
۳	قرآنِ مجید	۲۸
	پہلا پارہ مکمل ترجمہ	۳۱
	آخری پارے کی آخری دس سورتیں (برائے حفظ)	۴۴
	معلومات قرآنِ پاک	
۴	دُعائیں	۴۵
۵	احادیث (۱۰- احادیث مع ترجمہ)	۴۶
۶	نماز (با ترجمہ مکمل)	۴۸
	دعائے قنوت (برائے حفظ)	۵۷
	نماز کے مسائل	۵۸
	نماز عید	۶۰
۷	تاریخ اسلام	
	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ	۶۲
	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۱

۸	تاریخ احمدیت	
	قدرتِ ثانیہ (ایک تعارف)	۷۹
	نظامِ جماعت (ایک تعارف)	۸۵
	عہد نامہ ناصرات الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ	۸۷
۹	الہامات حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو)	۸۸
۱۰	کتب حضرت مسیح موعود کے نام	۸۹
۱۱	قصیدے کے تین اشعار با ترجمہ (برائے حفظ)	۹۰
۱۲	اختلافی مسائل	
	آیت خاتم النبیّن کا صحیح مفہوم و اجرائے نبوت	۹۱
	وفاتِ مسیحؑ	۱۰۰
۱۳	نظمیں	۱۱۲
۱۴	آداب	
	ہمارا لباس	۱۱۷
	ہم سالگرہ کیسے منائیں	۱۱۹

توحید

اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے۔ جس نے ہمیں اور سارے جہان کو پیدا کیا ہے۔ وہی سب کو پالتا ہے۔ وہی سب کو زندہ رکھتا ہے۔ وہی ہم کو موت دے کر اگلے جہان لے جائے گا۔ جہاں نیکوں کو جنّت میں داخل کرے گا اور بُروں کو دوزخ میں۔ وہی ہمارا محافظ ہے۔ اور وہی ہمارا مہربان۔ سب مخلوقات پر رحم کرتا ہے۔ ہر ایک چیز سے واقف اور خبردار ہے۔ ہماری دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ سب کچھ ہی وہ کرتا ہے بارشیں وہی برساتا ہے۔ زمین میں اناج اور چارہ وہی پیدا کرتا ہے۔ درختوں کو وہی پھل لگاتا ہے۔ جانوروں کو ہمارے لئے دودھ دینے کے لئے اُسی نے پیدا کیا ہے۔ سُورج بھی اُسی کی مخلوق ہے۔ چاند ستارے، ہوا، پانی اور زمین بھی۔ وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ ہر آواز کو سُنتا ہے۔ ہر بات کو خواہ وہ کیسی ہی چھُپی یا دل کے اندر ہو جانتا ہے۔ اچھے کاموں سے راضی ہوتا ہے اور بُرے کاموں سے ناراض۔ دن رات کو بھی اُسی نے بنایا ہے۔ سردی گرمی اندھیرے اُجالے کو بھی اُسی نے پیدا کیا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں وہ ایک ہے۔ نہ اُس کی بیوی ہے۔ نہ بچّہ، نہ ماں ہے۔ نہ باپ۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی اس کے برابر یا اُس جیسا نہیں سب کا سہارا وہی ہے۔ نہ سوتا ہے۔ نہ اونگھتا ہے۔ نہ غافل ہوتا ہے۔ نہ بھولتا ہے۔ نہ بیمار اور کمزور اور بوڑھا ہوتا ہے۔ ہر کمزوری عیب اور نقص سے پاک ہے کبھی پر ظلم نہیں کرتا۔ اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے۔ رحم کرنا اُس کی عادت ہے۔ بڑا

محبت کرنے والا، بڑا نرم مزاج، ہدایت دینے والا۔ سب حاکموں کا حاکم ہے وہ دنیا کی ہدایت کے لئے پہلے بھی رسول بھیجتا رہا اور آئندہ بھی بھیجے گا۔ وہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ اور اس کی ہر روز ایک نئی شان ہے۔ کوئی اس سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ تو نے ایسا کیوں کیا اور ایسا کیوں نہ کیا۔ وہ ہر کام تدبیر و حکمت سے کرتا ہے۔ اور سب پر غالب ہے۔

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو)

اَلْغَفَّارُ: بخشنے والا۔ عیبوں کو چھپانے والا۔ انسان کو بھی دوسروں کے عیب چھپانے چاہئیں اور اُن کے قصور معاف کرنے چاہئیں۔

اَلْوَهَّابُ: بہت دینے والا۔ بلا معاوضہ دینے والا۔ خدا تعالیٰ کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں اگر ساری دنیا کے ہر انسان کی ساری خواہشیں پوری کر دے تو بھی اُس کے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں آتی جتنی سمندر میں سوئی ڈبو کر نکالنے سے پانی میں آتی ہے۔ اُسی سے طلب کرنا چاہیئے۔

اَلرَّزَّاقُ: روزی دینے والا۔ مخلوق تک روزی پہنچانے والا۔ دونوں طرح کی روزی جسمانی بھی۔ اور روحانی بھی۔ یہ صفات دائمی ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ کبھی وہ مخلوقات کو رزق دے کبھی دینے کے قابل نہ رہے۔ روحانی رزق دے اور کبھی دینے کے قابل نہ رہے۔

اَلْعَلِیْمُ: جاننے والا۔ ظاہری باتوں کو بھی جاننے والا اور دل میں چھپی باتوں کو بھی جاننے والا۔ بندوں کو رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا دُعا کرنے کو کہا۔ اور علم حاصل کرنا فرض قرار دیا۔ دُنیا کا ہر علم سائنس ٹیکنالوجی وغیرہ مِل کر بھی چیزوں کی حقیقت معلوم نہیں کر سکے وہ خدا سب جانتا ہے۔

اَلْبَصِیْرُ دیکھنے والا۔ اس کی آنکھیں نہیں۔ نہ وہ کسی مادی واسطے کا محتاج ہے۔ وہ ہر بات، ہر کام، ہر خیال دیکھ سکتا ہے۔ ہر وقت نگران ہے۔ اس لئے کیسی بھی تنہائی ہو خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرنا چاہیئے۔ پولیس کے گن مین سے بہت زیادہ خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اس طرح بچوں کو چوری وغیرہ سے ڈرانا چاہیئے۔ اس لئے کہ خدا ہر حالت میں دیکھ رہا ہوتا ہے۔

اَلْحَکَمُ فیصلہ کرنے والا۔ کون سا کام بھلا ہے۔ اور کون سا بُرا ہے۔ اس کا فیصلہ خدا کرتا ہے۔ اور انصاف کے ساتھ کرتا ہے۔ ایک ذرہ نیکی یا ایک ذرہ بدی۔ اس کی نظر سے اوجھل نہیں۔ انسان بھی جس حد تک اُس کو حاکم بنایا گیا ہے۔ انصاف سے کام لے۔ جیسے باپ گھر میں۔ استاد سکول میں، حاکم ملک میں انصاف کرے۔

اَلشَّکُوْرُ قدر کرنے والا۔ تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب دینے والا۔ نیت کی صفائی۔ اور دل کی پاکی کا لحاظ رکھنے والا انسان بھی خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ اور خدا تعالیٰ کی شان میں ناشکری کا کلمہ نہ کہے۔

اَلْحَفِیْظُ حفاظت کرنے والا، نگہبانی کرنے والا۔ ضائع ہونے اور آفتوں سے بچانے والا۔ آفات سے بچنے کے لئے ہمیشہ اسی سے مدد مانگنی چاہیئے۔

اَلْمُجِیْبُ قبول کرنے والا۔ پکارنے والوں کی پکار سننے والا۔ بے کسوں کی دُعا سننے والا۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔ دُنیا کی آفات سے مقابلہ کرنے کی طاقت ملتی ہے۔

اَلْمَتِیْنُ قوت والا۔ احکام شریعت پر عمل کرنے والے کو بھی ایک خاص قوت ملتی ہے۔ اور وہ دنیا کی طاقتوں سے نہیں ڈرتا۔ دشمن پر غلبہ ملتا ہے

اَلْمُحْيِیْ

زندہ کرنے والا۔ مخلوقات کے جسم میں زندگی پیدا کرنے والا۔ دلوں کو نورِ ایمان سے زندہ کرنے والا۔ انسان کا فرض ہے کہ اپنے محیی خدا کی طرح ایسے لوگوں میں ایمان پیدا کرنے کی کوشش کرے جو اس سے کم جانتے ہیں۔

اَلْمُمِیْتُ

مخلوقات کے اجسام کو مارنے والا۔ جس طرح زندہ کرنے پر وہ قادر ہے۔ اسی طرح مارنے پر بھی وہی قادر ہے۔ اس لئے صرف اُسی سے ڈرنا چاہیئے۔ اگر دل میں ایمان کی کمی محسوس ہو تو غلط باتوں کو دبا کر مار کر دوبارہ جینے کی کوشش کرے۔

اَلْحَیُّ

زندہ، زندگی دینے والا۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا۔ سب کے بعد بھی قائم و زندہ رہنے والا۔ انسان فانی ہے۔ مگر ایسے کام کر سکتا ہے کہ اس کی اچھی یادیں قائم و زندہ رہیں۔

اَلْقَیُّوْمُ

قائم رہنے والا: اپنی ذات میں قائم رہنے والا۔ اپنی صفات میں قائم رہنے والا۔ اس کی صفات ہر زمانے کے لئے ہیں۔ جیسے وہ پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔ جیسے وہ پہلے سُنتا تھا۔ اب بھی سُنتا ہے۔ اور اپنے پیارے بندوں سے باتیں کرتا ہے۔

اَلْبَاسِطُ

بندوں کی روزی کھولنے والا۔ بندوں کے دل کھولنے والا۔ تاکہ وہ نیک بات سنیں رزق روزی ہر قسم کا سامان خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو کھلا ملتا ہے۔ وہ چاہتا ہے تو تنگی آتی ہے۔ دراصل وہ دیکھتا ہے۔ کہ اس کا بندہ اس کا شکر کرتا ہے۔ یا نہیں۔

کلمۂ توحید

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ
اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی معبُود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ
اُسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تمام تعریف ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے
وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا ط ذُوالْجَلَالِ
اور وہی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اُس پر کبھی مَوت نہیں ہے وہ بڑی عظمت
وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ
اور بزرگی والا ہے۔ ہر قسم کی بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہی
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط
ہر شَے پر قادِر ہے۔

رسالت

ماں ۔ پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرتِ مبارکہ پر بات آگے بڑھانے سے پہلے پیدائش سے نبوت ملنے تک کے واقعات مختصراً دہرا لیتے ہیں

بچّہ ۔ پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے دادا عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ کی پرورش کی ذمہ داری حضرت ابو طالب نے سنبھال لی۔ ان کے ساتھ شام کے سفر میں بحیرہ راہب والا واقعہ پیش آیا۔ پندرہ سال کی عمر میں حربِ فجار میں شرکت کی۔ کعبہ کی تعمیر کے وقت پتّھر اُٹھا اُٹھا کر دیتے رہے۔ بچپن میں بکریاں چرائیں ۔

ماں ۔ بڑے ہو کر کیا پیشہ اختیار کیا ؟

بچّہ ۔ اپنے چچا کے ساتھ تجارت کا کام کیا۔ حضرت خدیجہؓ سے نکاح پچیس سال کی عمر میں ہوا۔ حجر اسود رکھنے کا مشہور واقعہ ہوا۔

ماں ۔ حَلفُ الفضُول کے معاہدہ میں شرکت فرمائی۔ اپنے پروردگار کی یاد میں غار حرا میں وقت گزارنے لگے ۔

بچّہ ۔ وہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا کہ آپ پوری دُنیا کی ہدایت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ آپ مجھے وہ الفاظ بتائیں جو نبوت کا پیغام تھے ۔

ماں ۔ یہ قرآنِ پاک کی سورہ علق کی ابتدائی آیات ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ

(ترجمہ) پڑھ (یا پیغام پہنچا) اپنے رب کے نام سے جس نے سب چیزوں کو بنایا ۔ انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ۔ پیغام پہنچا تیرا رب بڑی عزت اور شان والا ہے ۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا ۔ ایسا علم جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا ۔

اس پیغام سے آپ پر عجیب کیفیت گذری ۔ آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا مجھ پر کمبل اُڑھا دو ۔ حضرت خدیجہؓ نے گھبراہٹ کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے سارا ماجرا سُنایا ۔ حضرت خدیجہؓ سمجھدار خاتون تھیں ۔ آپؐ کو تسلّی دی اور کہا آپؐ اچھے اخلاق کے مالک ہیں ۔ یہ کوئی غیر معمولی واقعہ ہے ۔ میرے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل مذہبی علم رکھتے ہیں ۔ توریت اور زبور کے عالم ہیں ۔ اُن کو جاکر ساری بات بتلاتے ہیں ۔

بچّہ ۔ ورقہ بن نوفل کا مذہب کیا تھا ؟

ماں ۔ یہ عیسائی تھے ۔ اور جانتے تھے کہ ایک بہت بڑی شان والا نبی آنے والا ہے ۔ آپ فوراً سمجھ گئے اور پیارے آقا کو بتایا کہ آپ کے پاس وہی فرشتہ آیا ہے جو حضرت موسیٰؑ پر وحی لایا تھا ۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی ہے اور نبیوں کو اُن کی قومیں بہت تکلیفیں دیا کرتی ہیں آپ کو بھی آپ کی قوم وطن سے نکال دے گی ۔

بچہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی تو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو سچّا مانا۔

ماں۔ جی ہاں اسی لئے جب ہم سب سے پہلے ایمان لانے والوں کا نام لیتے ہیں تو عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ، مَردوں میں سب سے پہلے آپؐ کے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ پھر آپؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثؓ اور بچّوں میں آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ آپ پر ایمان لائے۔

بچہ۔ ایمان لانے کا طریق کیا تھا؟

ماں۔ خدا تعالیٰ کے ایک ہونے پر ایمان لانا یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس کا سچّا نبی ماننا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام وقفے وقفے سے تشریف لاتے اور آپؐ کو خدا تعالیٰ کا پیغام دیتے جو آپؐ اور ایمان لانے والے دوسروں کو بتلاتے رہے۔

بچہ۔ صرف ملنے جلنے والوں، دوستوں، رشتہ داروں کو ہی پیغام دیتے؟

ماں۔ جی بچے اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا تھا۔ اُس زمانے میں ایمان لانے والوں میں حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت زبیرؓ بن العوام اور حضرت طلحہؓ بن عبداللہ بھی شامل تھے۔ ان اوّلین ایمان لانے والوں کو خدا تعالیٰ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔

بچہ۔ شروع میں اسلام بہت آہستہ آہستہ پھیلا ہوگا۔

ماں۔ آہستہ پھیلا اور غریبوں، غلاموں، کمزوروں میں پھیلا۔ اُمیہ بن خلف کے

غلام حضرت سیّدنا بلالؓ ۔ رئیس قریش عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرانے والے غریب آدمی عبداللہؓ بن مسعودؓ ۔ ایک لوہار خبابؓ بن الارت ایمان لائے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت یاسرؓ کے گھر والے بھی مسلمان ہو گئے ۔ کچھ بہادر خواتین اکیلی بھی اسلام لائیں مثلاً حضرت عباسؓ کی بیوی حضرت اُمّ فضلؓ ۔ حضرت عمرؓ کی لونڈی حضرت لبینہؓ اور ابوجہل کی لونڈی حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔

بچہ ۔ سردار اور بڑے لوگوں نے ان کمزوروں کے مسلمان ہونے پر بُرا مانا ہو گا ۔

ماں ۔ ایک خدا پر ایمان لانا بُت پرستوں کے لئے بہت غصہ دلانے کا باعث بنتا اور ان کو ایسی ایسی تکلیفیں دی جاتیں جو بیان کرنے سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ تقریباً تین سال تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم چھپ کر تبلیغ کرتے رہے ۔ پھر خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو حکم دیا گیا ہے اُسے کھول کھول کر سُنا ۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈرا اور ہوشیار کر

بچہ ۔ یہ ہماری کتاب میں لکھا ہے پھر آپؐ کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور نام لے لے کر سب قبیلوں کو بلایا اور فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے لشکر ہے تو کیا تم یقین کر لو گے ۔ سب نے کہا آپ صادق اور امین ہیں ہم ضرور یقین کر لیں گے ۔ پھر آپؐ نے اسلام کا پیغام دیا اور فرمایا کہ اگر تم ظلم سے باز نہیں آؤ گے اور شرک نہیں چھوڑو گے تو خدا تعالیٰ کا عذاب تمہیں پکڑ لے گا ۔ مگر کسی نے آپ کی بات کو توجہ سے نہ سُنا اور مذاق اُڑاتے ہوئے واپس چلے گئے ۔

ماں ۔ پھر رشتہ داروں کو دعوت پر بلایا اور کھانے کے بعد ایک خدا پر

ایمان لانے کی دعوت دی۔ ابولہب کے کہنے پر سب نے مذاق اُڑایا اور چلے گئے آپ نے پھر دعوت پر بُلایا اور کھانے سے پہلے اپنے رشتہ داروں کو بتایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے پوری دنیا کی ہدایت کا کام دیا ہے اس میں میری مدد کرو۔ مگر سب چپ رہے صرف ننھے علیؓ نے اُٹھ کر کہا کہ میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ باقی مذاق اڑاتے رہے۔

بچہ ۔ پھر آپؐ نے کام جاری رکھنے کی کیا ترکیب کی؟

ماں ۔ آپؐ نے شہر سے ذرا فاصلے پر کوہِ صفا کے قریب ارقم بن ارقم کے گھر کو مرکز بنا لیا جو اسلامی تاریخ میں دار ارقم اور دارالسلام کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں مسلمان تین سال تک عبادت کرتے رہے اور نئے آنے والوں کی تربیت کرتے رہے۔ اس مرکز میں حضرت عبداللہؓ بن مکتوم حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور حضرت زیدؓ بن الخطاب ایمان لائے۔

بچہ ۔ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی یہیں آکر مسلمان ہوئے تھے۔

ماں ۔ جی! وہ اس مرکز پر آکر ایمان لانے والے آخری شخص تھے۔

بچہ ۔ مسلمانوں کی مخالفت کا کیا حال تھا؟

ماں ۔ وہ تو اسلام کے پھیلنے کے ساتھ دن بدن بڑھ رہی تھی۔ کمزوروں کا حال سب سے خراب تھا۔ ابوجہل نے اپنی لونڈی حضرت زنیرہؓ کو اتنا مارا کہ آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ حضرت بلالؓ کو اُن کا آقا تپتی ریت پر لٹاتا۔ سینے پر پتھر رکھ دیتا۔ ان کی ٹانگ میں رسی باندھ کر آوارہ لڑکوں کے حوالے کر دیتا۔ جو انہیں مکہ کی پتھریلی زمین پر گھسیٹتے رہتے اور ان کی کھال اُدھڑ جاتی، گوشت اکھڑ جاتا۔ حضرت خبابؓ کو ظالم اُن کی بھٹی سے انگارے نکال کر اس پر لٹا دیتے اور سینے پر سوار ہو جاتے تاکہ کروٹ نہ بدل سکیں۔

جسم کی چربی پگھل کر آگ کو ٹھنڈا کر دیتی۔ حضرت یاسرؓ کے خاندان کو اتنا دکھ دیا کہ ان کے بیٹے حضرت عامرؓ کے حواس بگڑ گئے۔ ان کی بیوی حضرت سمیہؓ کو ابوجہل نے ان کی ران میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ اسی طرح ہر خاندان اپنے رشتہ داروں کو جو مسلمان ہو جاتے تکلیفیں پہنچاتے۔ کوئی چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیتا۔ تو کوئی بھوکا پیاسا رکھتا۔ کوئی زنجیروں سے باندھ کر اتنا مارتا کہ خون پھوٹ پڑتا۔ لیکن یہ جرأت مند اور خدا سے محبت کرنے والے خوش نصیب لوگ اپنے ایمان پر قائم رہتے۔

بچہ۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ظلم ہوتا تھا۔

ماں۔ دکھ تو آپؐ کو بھی دیتے تھے۔ گھر میں گندگی پھینک دیتے۔ راستے میں کانٹے بچھاتے۔ سر پر خاک ڈالتے۔ سجدے کی حالت میں کمر پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دیتے۔ گلے میں پٹہ ڈال کر گھونٹتے۔ پتھر مارتے، دھکے دیتے۔ مذاق اڑاتے۔ جب آپ خدا کا پیغام سناتے تو شور مچانے لگتے۔ پھر حضرت ابو طالب سے شکایت کی۔ پہلے تو کہا کہ ہم تمہارے بھتیجے سے تنگ آ گئے ہیں۔ یہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے۔ تم اس کو روک لو۔ یا پھر ہم خود دیکھ لیں گے۔ اس طرح وہ آپ کو بنو ہاشم اور بنو مطلب کی حمایت سے الگ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت ابو طالب نے ان کی بات نہ مانی دن بہ دن اسلام کو پھیلتا دیکھ کر انہوں نے ایک کوشش اور کی۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابو طالب سے کہا کہ محمدؐ سے کہو۔ کہ اگر وہ امیر بننا چاہتا ہے تو ہم دولت جمع کر دیتے ہیں۔ سرداری چاہتا ہے تو ہم سب اس کو سردار مان لیتے ہیں۔ اگر خوبصورت عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو عرب کی حسین ترین لڑکی لا دیتے ہیں۔ اور اگر بیمار ہے تو علاج کروا دیتے ہیں۔ لیکن اس کو روک

لو کہ وہ ہمارے بزرگوں کے دین کو اور بتوں کو بُرا کہنے سے باز آجائے۔ ورنہ اب ہم سب مل کر مقابلہ پر آجائیں گے۔ حضرت ابو طالب نے یہ ساری بات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی اور کہا کہ میں ساری قوم کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہ تم کو ہلاک کر دیں گے۔

بچہ ۔ میں بتاتا ہوں کہ آپؐ نے کیا جواب دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی رکھ دیں تو میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ابو طالب نے کہا کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ اور آپ خدا کا پیغام پہنچانے میں مصروف رہے۔

ماں ۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ ایک اور ترکیب لائے کہ ابو طالب تم اپنا بھتیجا ہمیں دے دو ہم ایک خوبصورت، دلیر، جوان عمارہ بن ولید تم کو دیتے ہیں کہ ساری زندگی تمہاری خدمت کرے گا۔ تم اس کو بیٹا بنا لو اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں دے دو۔

بچہ ۔ واہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دے دو! تاکہ وہ انہیں ماریں پیٹیں اور اُن کے بیٹے کو حضرت ابو طالب کھلائیں پلائیں، عیش کرائیں۔

ماں ۔ حضرت ابو طالب نے یہی جواب دیا اس پر سارے سردار جن میں ولید بن مغیرہ عاص بن وائل، عتبہ بن ربیعہ، عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور ابوسفیان شامل تھے بھڑک اُٹھے کہ تم تو کوئی بات بھی نہیں مانتے۔ اب ہم خود ہی دیکھ لیں گے۔ انہوں نے اپنے اپنے قبیلہ کے مسلمانوں پر ظلم کی حد کر دی کہ یہ تنگ آکر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ چھوڑ دیں۔ ادھر حضرت ابو طالب نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو بلا کر سارا ماجرا سنایا۔ یہ سب آپؐ کی حفاظت اور مدد پر آمادہ تھے سوائے بدنصیب چچا ابولہب کے جو ہمیشہ ہی کفار مکہ کا ساتھ دیتا رہا۔

بچہ۔ مسلمانوں کے لئے مکہ میں رہنا بہت مشکل ہو گیا ہو گا۔

ماں۔ صرف ظلم ہوتا تو شاید برداشت کرتے رہتے۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقرر کیا تھا وہی مشکل ہو گیا تھا۔ آخر آپؐ نے دُعا کے بعد فیصلہ کیا کہ جو بھی سفر کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ مکّہ چھوڑ کر حبشہ کی طرف چلا جائے وہاں کا بادشاہ بڑا انصاف پسند اور رحم دل ہے۔ اسلام میں جب کسی بستی میں عبادت کی اجازت نہ ہو۔ خدا کا پیغام پہنچانے میں روک ہو۔ اور اپنے عقیدے کے اظہار پر پابندی ہو تو اس جگہ کو چھوڑ دینا ہجرت کہلاتا ہے۔ اس لئے مکّہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کو ہجرت حبشہ کہتے ہیں۔

نبوّت کے پانچویں سال رجب کے مہینہ میں گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے مکّہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان میں حضرت عثمان غنیؓ اور ان کی بیوی حضرت رقیہؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ بن العوام اور مصعب بن عمیرؓ وغیرہ شامل تھے۔ حبشہ براعظم افریقہ کے شمال مشرق میں جنوب عرب کے بالکل سامنے واقع ہے۔ دونوں کے درمیان بحیرہ احمر ہے۔ مسلمان پہلے میدانی سفر کر کے شعیبہ کی بندر گاہ تک گئے۔ پھر تجارتی جہاز کے ذریعہ سفر کیا۔

بچہ۔ کیا مکّہ والوں نے انہیں آسانی سے جانے دیا؟

ماں۔ نہیں انہوں نے بندر گاہ تک اُن کا پیچھا کیا لیکن وہاں پہنچے تو جہاز روانہ ہو چکا تھا۔ اس زمانے میں حبشہ ایک طاقتور اور مضبوط حکومت تھی۔ وہاں مسلمانوں کو امن نصیب ہوا۔ اور بادشاہ نے بھی بہت اچھا سلوک کیا۔ آہستہ آہستہ چھپ کر تراسی ۸۳ افراد حبشہ چلے گئے۔ اس دوران مکّہ والوں

نے ایک پروگرام کے تحت قریش کے معزز سرداروں عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو قیمتی تحائف دے کر حبشہ روانہ کیا تاکہ بادشاہ سے مل کر انہیں واپس لائیں۔ ایسا نہ ہو کہ باہر کے علاقوں میں بھی اسلام پھیلنا شروع ہو جائے۔

بچہ۔ افوہ! پھر کیا ہوا؟

ماں۔ یہ دونوں بادشاہ کے دربار میں گئے اور بتایا کہ ان لوگوں نے اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر نیا دین اختیار کر لیا ہے اور یہاں آ گئے ہیں۔ آپ انہیں ہمارے ساتھ بھجوا دیں۔ بادشاہ انصاف کرنے والا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو بلا کر اُن سے حبشہ آنے کی وجہ پوچھی۔ حضرت جعفر رضؓ بن ابی طالب نے سارا ماجرا سنایا اور سورہ مریم کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی وہ بہت متاثر ہوا اور قریش کے تحائف لوٹا دیئے۔ وہ ناکام لوٹنا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے پھر بادشاہ سے کہا کہ یہ صرف ہمارے دشمن نہیں آپ کے نبی حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں جو ایمان رکھتے ہیں وہ ان سے معلوم کر لیں۔ اس وقت عیسائی اپنی تعلیم کے بگڑ جانے کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا سمجھنے لگے تھے۔ حضرت جعفرؓ نے جرأت کے ساتھ اسلام کی تعلیم پیش کی کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کے بندے اور اس کا پیارا رسول سمجھتے ہیں۔

بچہ۔ بادشاہ ناراض تو نہیں ہوا۔

ماں۔ اُس نے کہا کہ یہی اُس کا بھی عقیدہ ہے اس پر اس کے دربار کے پادری غصہ میں آ گئے۔ مگر بادشاہ نے کسی کی پرواہ نہ کی اور مسلمانوں کو آرام سے رہنے دیا۔

بچہ - باقی مسلمانوں پر کیا بیت رہی تھی؟

ماں - سختیاں بڑھتی جارہی تھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے بھی اپنی قدرت کے نظارے دکھانے شروع کر دیئے تھے۔ نبوّت کے چھٹے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے چچا حضرت حمزہؓ ایمان لائے۔ اب تو کفارِ مکہ تڑپ اُٹھے۔ انہوں نے ایک بار پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو دولت، عزّت اور سرداری کی پیشکش کی۔ لیکن آپ کا جواب وہی تھا کہ میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تھک کر سردارانِ قریش نے ایک اور پیشکش کی اور کہا کہ یوں کرتے ہیں کہ کبھی تم ہمارے بتوں کو پوج لو اور کبھی ہم تمہارے خدا کو سجدہ کرلیں گے۔ آپؐ نے بڑے پیار سے سمجھایا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ جب ہمارا دل ہی نہیں مانے گا تو عبادت کیسے ہوگی۔ اس موقع پر سورۃ الکافرون نازل ہوئی۔

بچہ - پھر تو وہ ہر طرح مایوس ہو گئے ہوں گے۔

ماں - مایوسی میں انہوں نے انتہائی سخت فیصلہ کیا اور بنو ہاشم اور بنو مطلب سے محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کا ساتھ نہ چھوڑنے کی وجہ سے ہر قسم کا تعلق، لین دین تجارت بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ نبوت کے ساتویں سال محرم کے مہینے میں سردارانِ قریش کے دستخطوں سے ایک معاہدہ لکھ کر کعبہ میں لٹکا دیا۔ جس کی رُو سے دونوں قبائل ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں قید ہو کر رہ گئے وہاں کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہیں آسکتی تھی۔ صرف حج کے زمانے میں مسلمان باہر نکل سکتے تھے۔ اُن دنوں آپؐ گھوم پھر کر قبائل میں تبلیغ کرتے تھے۔ تین سال تک یہ ظلم جاری رہا۔ آخر خدا تعالیٰ نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کو بتایا کہ معاہدے میں سوائے اللہ کے لفظ کے باقی ساری تحریر کو دیمک چاٹ چکی ہے۔ آپ نے حضرت ابو طالب کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ

نے یہ خبر دی ہے۔ حضرت ابوطالب کے کہنے پر دیکھا گیا تو ایسے ہی تھا۔ معاہدہ ختم ہو چکا تھا۔ یوں یہ ظُلم ختم ہوا۔ لیکن مسلسل تکلیفوں کی وجہ سے اسی سال یعنی ۱۰ نبوی میں آپ کی چاہنے والی بیوی حضرت خدیجہ رضؓ اور محبّت و شفقت کرنے والے سرپرست چچا ابوطالب اللہ کو پیارے ہو گئے اسی وجہ سے یہ عام الحزن یعنی غم کا سال کہلاتا ہے۔

بچّہ۔ اب تو پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم اکیلے رہ گئے ہوں گے۔ کیا باہر آکر تبلیغ میں اضافہ ہوا ؟

ماں۔ آپؐ نے مکّہ سے باہر کے علاقوں میں تیزی سے تبلیغ شروع کر دی۔ آپؐ حضرت زیدؓ بن حارث کے ساتھ طائف کی وادی میں گئے۔ ان کے سرداروں سے ملے۔ لیکن یہ بھی بدنصیب ہی نکلے۔ انہوں نے تو حد کر دی۔ پہلے تو آپؐ کو بستی سے نکالا پھر آوارہ لڑکے پیچھے لگا دیئے جنہوں نے پتھر برسا برسا کر آپؐ کا مقدس وجود لہو لہان کر دیا۔ آخر آپؐ نے طائف سے تین میل دور عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی۔ آپ ایک ندی کے کنارے اپنے خون آلود پاؤں دھو رہے تھے کہ وہیں پر پہاڑوں کا فرشتہ نازل ہوا اور کہا آپ فرمائیں تو ان دونوں پہاڑوں کو آپس میں ٹکرا کر ساری قوم کو تباہ کر دیں مگر آپ نے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں اسی وادی سے اسلام کے سورج کو طلوع ہوتے دیکھتا ہوں۔

بچّہ۔ پھر کیا ہوا ؟

ماں۔ آپ مکہ کے قرب وجوار کے علاقوں میں چلے جاتے اور میلوں وغیرہ میں گھوم پھر کر تبلیغ کرتے۔ اگر کوئی مسافر مکّہ آتا تو انہیں بھی اسلام کا پیغام دیتے۔ ان ہی دنوں میں قبیلہ دوس کے سردار کو تبلیغ کی اور وہ مسلمان

ہو گئے۔ ۱۲ نبوی کو آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ یہ واقعہ معراج کہلاتا ہے۔ قرآن پاک کی سورۃ نجم میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ اس موقع پہ پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ ۱۳ نبوی کو دوسری مرتبہ بیت المقدس کی سیر کروائی گئی۔ جہاں آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی۔ یہ واقعہ قرآن پاک میں سورہ بنی اسرائیل میں آیا ہے۔

بچہ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی مرتبہ دنیا کو بتا دیا۔

ماں۔ سبحان اللہ! آپ سمجھ گئے۔ ۱۱ نبوی میں آپؐ نے یثرب (جو بعد میں مدینۃ النبیؐ کہلایا) کے قبیلہ خزرج کے چھ افراد کو اسلام کا پیغام پہنچایا۔ وہ سب ایمان لے آئے اور واپس جا کر گھر گھر اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔

بچہ۔ مدینہ والوں نے اس دعوت کو قبول کیا؟

ماں۔ جی بچے مدینہ وہ شہر ہے جس نے اسلام کے پیغام کو قبول کیا۔ اگلے سال حج کے موقع پر اوس اور خزرج کے بارہ افراد آئے۔ انہوں نے بتایا کہ سارے مدینہ میں اسلام کا چرچا ہو رہا ہے۔ مدینہ سے آنے والوں سے عقبہ کے مقام پر پہاڑی گھاٹی میں بیعت لی۔ اس لئے بیعت عقبیٰ اولیٰ کہلاتی ہے۔ مدینہ والوں کی فرمائش پر حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بطور مبلغ روانہ کیا۔ ان ہی دنوں جمعہ کی باجماعت نماز شروع ہوئی۔ ایک تبلیغی مرکز حضرت اسعد بن زرارہ کا گھر بنا۔ مدینہ میں تیزی سے اسلام پھیلا۔ بعض اوقات پورا پورا قبیلہ ایک دن میں مسلمان ہوا۔ ان میں سے ایک بنو عبدالاشہل کا قبیلہ بھی تھا۔

بچہ۔ آنحضورؐ کس قدر خوش ہوتے ہوں گے۔

ماں - جی ہاں. ۱۳ نبوی حج کے موقع پر ۷۰ افراد اسلام قبول کرنے کی نیت سے آئے. آدھی رات کو وادی عقبہ میں جمع ہوئے. آپؐ کے ساتھ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ تھے. دوران گفتگو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کر جانے پر بھی بات ہوئی. حضرت البراء بن معرورؓ معزز بزرگ انصاری تھے بولے کہ ہم رسولؐ اللہ کی زبان سے کچھ سننا چاہتے ہیں.

بچہ - پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

ماں - آپ نے پہلے چند آیات کی تلاوت فرمائی پھر مختصراً اسلام کا پیغام دیا. پھر فرمایا اگر مجھے مدینہ آنے کی ضرورت پڑی تو اپنے عزیز رشتہ داروں کی طرح مجھ سے سلوک کرنا. اس کا اجر خدا تعالیٰ دے گا. انصاری بزرگ نے آپؐ کا ہاتھ تھام کر کہا کہ ہم اپنی جانوں کی طرح آپؐ کی حفاظت کریں گے. پھر ان افراد نے بیعت کی. آپؐ نے مدینہ والوں کی تربیت کے لئے بارہ نقیب مقرر فرمائے جن میں سے ہر ایک اپنے قبیلہ اور قوم پر نگران تھے. یہ بیعت عقبیٰ ثانیہ کہلاتی ہے. اور اس کے بعد مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی. مکہ والے اسلام کو مدینہ میں پھیلتا دیکھ کر اور زیادہ بھڑکتے اور طرح طرح کے ظلم ڈھاتے تھے.

بچہ - پیارے آقاؐ نے کس طرح ہجرت کی.

ماں - قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی قدرت کا نظارا تھا. مکہ میں ابھی حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت علیؓ اور آپ کے خاندان کے لوگ موجود تھے. قریش مکہ کے سو رئیس دار الندوہ میں جمع ہوئے اور آپؐ کو جان سے مارنے کے پروگرام بننے لگے. بہت سی تجاویز تھیں مگر آخر میں ابوجہل کی تجویز مانی گئی کہ ہر قبیلہ سے ایک نوجوان چنا جائے اور وہ سب رات کے وقت آپؐ کے گھر میں ایک

ساتھ حملہ کر کے آپ کو ختم کر دیں۔ یوں بنو ہاشم اور بنو مطلب، سب سے انتقام نہ لے سکیں گے اور قتل کے بدلے خون بہا پر راضی ہو جائیں گے جو ہم ادا کر دیں گے۔

بچہ ۔ اُف یہ تو بڑی خطرناک سازش تھی۔

ماں ۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ بتا دیا اور حکم دیا کہ رات گھر میں نہ گزاریں ساتھ ہی یثرب کی طرف ہجرت کی بھی اجازت دے دی۔ آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بتایا۔ جنہوں نے پہلے ہی دو اونٹنیاں ببول کے پتے کھلا کر اسی غرض سے پال رکھی تھیں۔ سارا پروگرام طے ہو گیا کہ دونوں رات کو غارِ ثور میں چلے جائیں گے۔ حضرت اسمٰؓ کے ذمّہ کھانا لانا تھا۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ شام کے وقت بکریوں کا ریوڑ غار کے منہ پر لاتے اور عبد اللہ بن ابوبکرؓ سارا دن مکہ میں گھوم پھر کر حالات کا جائزہ لے کر اطلاع دیتے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو ساری امانتیں سپرد کر کے اپنے بستر پر لٹایا اور اوپر اپنی چادر ڈال دی۔ جب اندھیرا بڑھا تو دروازے سے سورۂ یٰسین کی آیات کی تلاوت کرتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ مخالفین سوتے رہ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اپنے گھر سے نکلے اور دونوں غارِ ثور میں جا کر ٹھہرے۔ خدا کی قدرت کہ صبح جب آپ کے چلے جانے کی خبر پھیلی تو سب طرف مکّہ کے سرداروں نے تلاش کرنے کے لئے کھوجی دوڑائے اور بڑے بڑے انعام مقرر کئے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ اس وجہ سے غار کے منہ پہ پہنچنے والے دشمنوں نے اندر نہ جھانکا۔

بچہ ۔ غار میں کتنا عرصہ رہے؟

ماں ۔ تین دن، اس کے بعد رات کی تاریکی میں عبد اللہ بن اُریقط جس نے راستے

میں راہنمائی کرنی تھی اونٹنیاں لے کر آ گیا۔ عبداللہؓ بن ابوبکرؓ تمام خبریں لائے۔
حضرت اسماؓ کھانا لے آئیں اور غلام حضرت عامر بن مغیرہؓ بھی خدمت کی غرض
سے پہنچ گئے۔ یوں یہ مقدس قافلہ یثرب کے اصل راستے سے ہٹ کر
روانہ ہوا۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اونٹنی کی قیمت ادا کی۔ پھر سوار
ہوئے۔ جب آخری نظر مکہ پر ڈالی تو آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ وادی کو
مخاطب کر کے فرمایا۔ "تو مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے۔
لیکن تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔"
سفر کے دوران سراقہ بن مالک سَو سُرخ اونٹوں کے انعام کی لالچ
میں بار بار گرنے کے باوجود آگے بڑھتا رہا۔ قریب آیا تو اس کے گھوڑے
کی ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں اور وہ منہ کے بل گر گیا اس پر اس کو خوف
محسوس ہوا۔ اُس نے آواز دی کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ دُکھ نہیں دوں
گا۔ آپ نے اجازت دی وہ آیا اور سارا ماجرا سنایا بولا محمدؐ کا ستارا
بلندی پر ہے یہ ضرور بڑے آدمی بنیں گے۔ مجھے امن کی تحریر دی جائے۔
حضرت عامر بن مغیرہؓ نے آپؐ کے ارشاد پر چمڑے پر لکھ کر دیا۔ ساتھ ہی
آپؐ نے فرمایا۔ "سراقہ اس دن تیرا کیا حال ہوگا۔ جب کسریٰ کے کنگن
تیرے ہاتھ میں ہوں گے۔"

بچّہ ۔ یہ سفر کتنے دن جاری رہا۔

ماں ۔ آٹھ روز تک بالآخر ۱۴ نبوی ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کے دن قبا کے مقام
پر دوپہر کے وقت پہنچے۔ یثرب آپ کی ہجرت کے بعد مدینۃ الرسول کہلانے
لگا۔ پھر صرف مدینہ مشہور ہوگیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ محمد وبارک
وسلم انک حمیدٌ مجید

حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

۱۔ انسان تین قسم کے ہیں۔ عالم، طالب علم، جاہل
۲۔ جس بندے کو اللہ ذلیل کرنا چاہے اُسے عِلم سے محروم کر دیتا ہے۔
۳۔ بہترین عبادت علم حاصل کرنا ہے۔
۴۔ بچپن میں حاصل کیا ہوا علم پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔
۵۔ جس نے عِلم حاصل کیا وہ جنّت کے باغوں میں پھرے گا۔
۶۔ ان آدمیوں کو قیامت کے دن عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی۔
۱۔ حاکم عادل ۲۔ جوان جو عبادت میں بڑھا ہوا ہو ۳۔ مومن جس کا نماز میں دل لگا رہے ۴۔ وہ شخص جس کی دوستی رضائے الٰہی کے ماتحت ہو ۵۔ چھپا کر خیرات کرنے والا۔ ۶۔ تنہائی میں خدا کو یاد کر کے آنسو بہانے والا۔

قرآنِ مجید

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اُس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

ماں ۔ قرانِ پاک کی تلاوت سے پہلے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

پڑھنا لازمی ہے ۔ قرآنِ پاک، پاک ہاتھوں سے، پاک جگہ پر رکھ کر اور پاک دل سے پڑھنا چاہیئے ۔

بچّہ ۔ پاک دل سے کیا مطلب ہے ؟

ماں ۔ پاک دل کا مطلب ہے اِس یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کا سچّا کلام ہے ۔ قیامت تک کے لئے مکمل ہدایت ہے ۔ اس میں جو احکام ہیں اُن پر عمل کرنے سے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے اُنہیں چھوڑنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور ثواب ملتا ہے ۔

بچّہ ۔ ثواب یا عذاب مرنے کے بعد ملے گا ۔

ماں ۔ ایسا ہے بچّے کہ قرآنِ پاک میں بار بار مثالیں دے دے کر، کہانیاں اور واقعات سُنا سُنا کر انسانوں کے لئے اور قوموں کے لئے بھلائی کے راستے

اور بُرائی کے راستے بیان فرما دیئے ہیں۔ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اجرِ ثواب اور نعمتیں اس دنیا میں بھی ملیں گی اور آخرت میں بھی۔ اسی طرح ناراضگی، سزا اور عذاب اس دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی ملے گا۔ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ جہاں نعمتوں کا ذکر پڑھیں، دعا کریں کہ ہمیں بھی یہ نعمتیں حاصل ہوں اور انعام حاصل کرنے والوں کا طریق اپنائیں۔ اسی طرح جب سزا پانے والوں کا ذکر ہو تو دعا کریں کہ اللہ ہمیں محفوظ رکھے اور وہ باتیں چھوڑتے جائیں۔ اس طرح سیدھا راستہ خود بخود نظر آتا جائے گا اُس پر چلتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائیں گے۔

بچّہ ۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا۔ آپ نے **ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ** کی تشریح میں بھی یہ سمجھایا تھا۔ اب میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں آپ بتائیں کہ قرآنِ پاک میں وہ کون سی سورہ ہے جو کسی پارے میں شامل نہیں ہے۔

ماں ۔ بڑا مشکل سوال ہے۔ کل ۱۱۴ سورتیں ہیں ۸۸ مکی ہیں اور ۲۶ مدنی ہیں۔ یہ تیسوں پاروں میں ہیں۔ آپ سورۃ فاتحہ کے متعلق پوچھ رہے ہیں یہ تیسوں پاروں کی تقسیم شروع ہونے سے پہلے ہے۔

بچّہ ۔ ٹھیک ہے ایک اور سوال بتائیے کہ سب سے بڑی سورۃ کون سی ہے ؟

ماں ۔ رکوع کے لحاظ سے یا آیات کے لحاظ سے۔

بچّہ ۔ دونوں بتا دیجئے۔

ماں ۔ رکوع کے لحاظ سے سورۃ البقرہ اس میں ۴۰ رکوع ہیں اور آیات کے لحاظ سے سورۃ الشعراء اس میں ۲۸۸ آیات ہیں۔

بچّہ ۔ بالکل ٹھیک اب آپ بتائیں قرآنِ پاک کا وہ کون سا پارہ ہے جس میں سب سے زیادہ یعنی ۳۷ سورتیں ہیں۔

ماں ۔ یہ تو بڑا آسان سوال پوچھ لیا۔ "آخری پارہ" ہم نے دس پاروں کے نام یاد کر لئے تھے۔ اب ہم قرآنِ پاک کے گیارہ سے بیس تک پاروں کے نام یاد کریں گے۔

۱۱۔ یَعْتَذِرُوْنَ	۱۲۔ وَمَا مِنْ دَآبَۃ
۱۳۔ وَمَا اُبَرِّئُ	۱۴۔ رُبَمَا
۱۵۔ سُبْحٰنَ الَّذِی	۱۶۔ قَالَ اَلَمْ
۱۷۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ	۱۸۔ قَدْ اَفْلَحَ
۱۹۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ	۲۰۔ اَمَّنْ خَلَقَ

پہلے پارہ الٓمٓ کا نصف آخر

پیارے بچو آپ کی کتاب "گُل" میں پہلا پارہ نصف تک مع ترجمہ دیا گیا ہے۔ اُمید ہے آپ نے یاد کیا ہو گا اب "گلدستہ" میں نصف آخر مع ترجمہ دیا جا رہا ہے۔ خوب اچھی طرح لفظی ترجمہ یاد کر لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ق
پس ہلاکت ہے واسطے ان لوگوں کے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے

ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط
پھر کہتے ہیں یہ (کتاب) اللہ کی طرف سے ہے تاکہ خریدیں بدلے میں اس کے مول تھوڑا

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا
پس ہلاکت ہے واسطے ان کے بسبب اس کے جو لکھا ان کے ہاتھوں نے اور ہلاکت ہے واسطے ان کے بسبب اس کے جو

يَكْسِبُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ط
کماتے رہے وہ اور انہوں نے کہا ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو آگ مگر دن گنتی کے

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ
تو کہدے کیا لیا ہوا ہے تم نے اللہ کے پاس سے کوئی عہد تب تو ہرگز نہیں خلاف کرے گا اللہ اپنے عہد کے

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٠﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ
یا کہتے ہو تم اللہ پر جو نہیں تم جانتے کیوں نہیں (چھوئیگی تم کو آگ کیونکہ) جس نے کمائی

سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج
برائی اور گھیر لیا اس کو اس کی خطاؤں نے سو یہ لوگ آگ والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وہ اس میں رہ پڑنے والے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کیں نیکیاں

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع وَاِذْ
یہ لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں رہ پڑنے والے ہیں اور جب

اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَ
لیا ہم نے پکا وعدہ بنی اسرائیل سے کہ نہ عبادت کرو گے تم سوائے اللہ کے اور

بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
ماں باپ سے احسان کروگے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں (سے بھی)

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط
اور کہو لوگوں کو اچھی بات اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٨٣﴾
پھر پھر گئے تم مگر تھوڑے تم میں سے اور تم اعراض کرنے والے تھے

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ

اور جب لیا ہم نے پکا وعدہ تم سے کہ نہ بہاؤ گے خون اپنے اور نہ نکالو گے

اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٨٤﴾

اپنے لوگوں کو گھروں سے اپنے پھر اقرار کیا تم نے اور تم گواہ ہو

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا

پھر تم وہ لوگ ہو کہ قتل کرتے ہو اپنے لوگوں کو اور نکال دیتے ہو ایک فریق کو

مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ

اپنے میں سے گھروں سے ان کے تم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو خلاف ان کے ساتھ گناہ

وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ

اور زیادتی کے اور اگر آئیں وہ تمہارے پاس قیدی بن کر تو بدلہ دے کر چھڑا لیتے ہو ان کو حالانکہ وہ

مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ

حرام ہے تم پر نکالنا ان کا کیا پس ایمان لاتے ہو تم ایک حصہ کتاب پر

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ

اور انکار کرتے ہو ایک حصہ کا پس نہیں بدلہ اس کا جس نے کیا ایسا

مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

تم میں سے سوائے ذلت کے ورلی زندگی میں اور بروز قیامت

يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

وہ لوٹائے جاویں گے طرف سخت ترین عذاب کے اور نہیں ہے اللہ ہرگز بے خبر

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ

اس سے جو تم کرتے ہو یہ لوگ ہیں جنہوں نے خرید لی زندگی

الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

ورلی بدلے آخرت کے بس نہ ہلکا کیا جاوے گا ان سے عذاب

وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ع ١٠

اور نہ وہ مدد دیئے جاویں گے اور بتحقیق یقینا دی ہم نے موسیٰ کو کتاب

وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ

اور پیچھے بھیجا ہم نے بعد اس کے رسولوں کو اور دیئے ہم نے عیسیٰ ابن

مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا

مریم کو کھلے کھلے نشانات اور تائید کی ہم نے اس کی بذریعہ روح القدس کے کیا پس جب کبھی

جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ

لایا تمہارے پاس کوئی رسول وہ جو نہیں چاہتے تھے نفس تمہارے تکبر کیا تم نے

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿٨٧﴾ وَ قَالُوْا

پھر ایک گروہ کو جھٹلایا تم نے اور ایک فریق کو قتل کرتے تھے تم اور کہا انہوں نے

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا

کہ دل ہمارے غلافوں میں ہیں (نہیں) بلکہ لعنت کی ان پر اللہ نے بسبب ان کے کفر کے پس کم ہی

مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

ایمان لاتے ہیں اور جب آئی ان کے پاس کتاب پاس سے اللہ کے

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى

تصدیق کرنے والی اس کی جو پاس ہے ان کے حالانکہ وہ پہلے سے فتح مانگتے تھے خلاف

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ

ان لوگوں کے جنہوں نے کفر کیا سو جب آئی (کتاب) ان کے پاس جسے پہچان لیا انہوں نے تو انکار کر دیا اس کا

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ

پس لعنت ہے اللہ کی کافروں پر کیا ہی برا ہے وہ کہ بیچا انہوں نے عوض میں

اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ

جس کے جانوں اپنی کو (یعنی) یہ کہ کفر کرتے ہیں اس کا جو اتارا اللہ نے بسبب سرکشی کے اس بات پر کہ اتارتا ہے

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ

اللہ اپنا فضل جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے پس لوٹے وہ

بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٩٠﴾ وَ

ساتھ غضب کے غضب پر اور کافروں کے لیے عذاب ہے ذلیل کرنے والا اور

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ

جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ اس پر جو اتارا اللہ نے کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں اس پر جو

اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَ هُوَ الْحَقُّ

اتارا گیا ہم پر اور وہ کفر کرتے ہیں اس کا جو سوائے اس کے حالانکہ وہ حق ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ

تصدیق کرنے والا اس کا جو پاس ہے ان کے تو کہدے پھر کیوں قتل کرتے تھے تم اللہ کے نبیوں کو

مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى

پہلے سے اگر ہو تم مومن اور یقیناً بیقیناً لایا تمہارے پاس موسیٰ

بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ

کھلے کھلے نشان پھر (بھی) بنایا تم نے بچھڑے کو پیچھے اس کے (معبود) اور تم

ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ

ظالم تھے اور جب لیا ہم نے پکا وعدہ تم سے اور بلند کیا ہم نے اوپر تمہارے

الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ قَالُوْا

طور کو (اور کہا کہ) پکڑو اسے جو دیا ہم نے تم کو ساتھ مضبوطی کے اور سنو انہوں نے کہا

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۤ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ

سنا ہم نے اور نافرمانی کی ہم نے اور پلایا گیا ان کے دلوں میں بچھڑا بسبب ان کے کفر کے

قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۴﴾

تو کہدے کیا ہی برا ہے وہ کہ حکم دیتا ہے تم کو جس کا تمہارا ایمان اگر ہو تم مومن

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً

تو کہدے اگر ہے تمہارے لیے ہی گھر آخرت کا اللہ کے پاس خالص طور پر تمہارے

مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۵﴾

لیے سوا اور لوگوں کے تو آرزو کرو موت کی اگر ہو تم سچے

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

اور ہرگز نہیں آرزو کریں گے وہ اس کی کبھی بھی بسبب اس کے جو آگے بھیجا ان کے ہاتھوں نے اور اللہ خوب جاننے والا

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰي

ہے ظالموں کو اور ضرور ہی تو پائے گا ان کو زیادہ حریص تمام لوگوں سے

نقہ ۲ معہ

حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ

زندگی پر اور ان لوگوں سے بھی (زیادہ) جنہوں نے شرک کیا چاہتا ایک ان میں سے کہ کاش اسے عمر دی جائے

اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ

ہزار سال حالانکہ نہیں ہے ہرگز بچانے والا اپنے تئیں عذاب سے (اس طرح) کہ

يُعَمَّرَ ۖ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ قُلْ مَنْ كَانَ
عمر دیا جائے اُسے اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اسے جو وہ کرتے ہیں تو کہدے جو شخص ہے

عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ
دشمن جبرائیل کا پس یقیناً اس نے اتارا ہے اُس (قرآن) کو دل پر تیرے ساتھ اللہ کے حکم کے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٨﴾
مصدق بناکر اس (کتاب) کا جو پہلے ہے اس کے اور ہدایت اور بشارت بناکر ایمانداروں کے لیے

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ
جو شخص دشمن ہے اللہ کا اور فرشتوں کا اس کے اور رسولوں کا اس کے اور جبرائیل کا

وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَلَقَدْ
اور میکائیل کا تو یقیناً اللہ دشمن ہے کافروں کا اور یقیناً یقیناً

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا
اتاری ہم نے تیری طرف آیتیں کھلی کھلی اور نہیں انکار کرتے ان کا سوائے

الْفٰسِقُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ
نافرمانوں کے کیا یہ درست نہیں کہ جب کبھی عہد کیا انہوں نے کوئی عہد پھینک دیا اُسے ایک فریق نے

مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ
ان میں سے بلکہ اکثر ان میں سے نہیں ایمان لاتے اور جب آیا ان کے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ
رسول طرف سے اللہ کی تصدیق کرنے والا اس کی جو پاس ہے ان کے پھینک دیا

فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ
ایک فریق نے ان لوگوں میں سے جو دیئے گئے کتاب کتاب اللہ کو پیچھے

ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا
اپنی پیٹھ ڈال کے گویا کہ وہ نہیں جانتے اور پیروی کی انہوں نے جس کی پیروی کرتے تھے

الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ
شیاطین برخلاف سلطنت سلیمان کی حالانکہ نہیں کفر کیا تھا سلیمان نے

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۤ وَ
ولیکن شیاطین نے کفر کیا وہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو اور

مَآ اُنۡزِلَ عَلَی الۡمَلَکَیۡنِ بِبَابِلَ ہَارُوۡتَ وَمَارُوۡتَ ؕ
وہ جو اتارا گیا دو فرشتوں پر بابل میں ہاروت اور ماروت پر

وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنۡ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوۡلَآ اِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَۃٌ
حالانکہ نہیں سکھاتے تھے وہ دونوں کسی کو یہاں تک کہ وہ کہدیتے تھے کہ محض ہم آزمائش ہیں

فَلَا تَکۡفُرۡ ؕ فَیَتَعَلَّمُوۡنَ مِنۡہُمَا مَا یُفَرِّقُوۡنَ بِہٖ بَیۡنَ
پس نہ کفر کیجیو تو پس سیکھتے تھے وہ ان دونوں سے وہ بات کہ جدائی ڈالتے تھے اسکے ذریعہ درمیان

الۡمَرۡءِ وَزَوۡجِہٖ ؕ وَمَا ہُمۡ بِضَآرِّیۡنَ بِہٖ مِنۡ اَحَدٍ اِلَّا
مرد اور بیوی کے اس کی اور نہیں تھے وہ ہرگز نقصان پہنچانے والے اس کے ذریعہ کسی کو بھی سوائے

بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَیَتَعَلَّمُوۡنَ مَا یَضُرُّہُمۡ وَلَا یَنۡفَعُہُمۡ ؕ
اللہ کے حکم کے اور سیکھتے ہیں یہ لوگ جو نقصان دے گی انہیں اور نہ نفع دے گی انہیں

وَلَقَدۡ عَلِمُوۡا لَمَنِ اشۡتَرٰىہُ مَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ
اور جان لیا انہوں نے کہ جس نے لیا اسے نہیں ہے اس کے لیے آخرت میں کوئی

خَلَاقٍ ۟ وَلَبِئۡسَ مَا شَرَوۡا بِہٖۤ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ لَوۡ کَانُوۡا
حصہ اور کیا ہی برا ہے وہ کہ بیچ دی ہیں انہوں نے عوض میں جس کے اپنی جانیں کاش ہوں وہ

یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوۡ اَنَّہُمۡ اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَمَثُوۡبَۃٌ مِّنۡ
جانتے اور اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو بدلہ

ع ۱۲ ۱۲ عِنۡدِ اللّٰہِ خَیۡرٌ ؕ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ
اللہ کے پاس سے بہتر ہوتا کاش ہوں وہ جانتے اے لوگو جو

اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُوا انۡظُرۡنَا وَاسۡمَعُوۡا ؕ
ایمان لائے ہو نہ کہو راعنا اور کہو اُنظرنا (دیکھیں) اور سنو

وَلِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ
اور کافروں کے لیے عذاب ہے دردناک نہیں چاہتے وہ لوگ جنہوں نے

کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَلَا الۡمُشۡرِکِیۡنَ اَنۡ یُّنَزَّلَ
کفر کیا اہل کتاب میں سے اور نہ مشرک کہ اتاری جاوے

عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ
تم پر کوئی بھلائی تمہارے رب کی طرف سے حالانکہ اللہ خاص کرتا ہے ساتھ اپنی رحمت کے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿١٠٦﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ
جسے چاہتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے جو بھی منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی

اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ
آیت یا بھلا دیتے ہیں ہم اسے تو لاتے ہیں ہم بہتر اس سے یا مانند اس کی کیا نہیں جانا تونے

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٧﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ
کہ اللہ ہر بات پر خوب قادر ہے کیا نہیں جانا تونے کہ

اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
اللہ وہ ہے کہ اسکے لیے سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور نہیں تمہارے لیے

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١٠٨﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ
سوائے اللہ کے کوئی دوست اور نہ مددگار کیا چاہتے ہو تم کہ

تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ
پوچھو اپنے رسول سے جیساکہ پوچھا گیا موسیٰ (اس سے) پہلے اور جو

يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٠٩﴾
بدلہ میں لیتا ہے کفر بعوض ایمان کے تو یقیناً وہ بھٹک گیا درست راستے سے

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ
چاہا بہت سوں نے اہل کتاب میں سے کاش پھیر کر دیں وہ تم کو بعد تمہارے ایمان لانے کے

كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا
کافر بسبب حسد کے (جو) جانوں میں ہے ان کی بعد اس کے کہ

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ
خوب کھل گیا ان کے لیے حق پس معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ لاوے اللہ

بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١١٠﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ثلث
اپنا حکم یقیناً اللہ ہر بات پر خوب قادر ہے اور قائم کرو نماز

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ
اور دو زکوٰۃ اور جو آگے بھیجو تم اپنی جانوں کے لیے کوئی نیکی تو پاؤ گے تم اس کو

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١١﴾ وَقَالُوْا
اللہ کے پاس یقیناً اللہ اس کو جو کرتے ہو تم خوب دیکھنے والا ہے اور انہوں نے کہا

لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ط
ہرگز نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر جو شخص ہوا یہودی یا عیسائی

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
یہ آرزوئیں ہیں ان کی تو کہدے لاؤ دلیل اگر ہو تم

صٰدِقِيْنَ ﴿١١٢﴾ بَلٰى ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ
سچے کیوں نہیں (جنت میں جاویگا) جس نے سونپ دی اپنی توجہ اللہ کے لیے اور وہ

مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
محسن ہو تو اس کیلیے ہے اجر اس کا اس کے رب کے پاس اور نہیں خوف ان پر اور نہ

١٣ ع ٩ ١٣ هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى
وہ غمگین ہوں گے اور کہا یہود نے نہیں ہیں عیسائی

شَيْءٍ ص وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّ
کسی بات پر (بھی) اور کہا عیسائیوں نے نہیں ہیں یہودی کسی بات پر (بھی) اور

هُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
وہ پڑھتے ہیں کتاب اسی طرح کہا تھا ان لوگوں نے جو نہیں علم رکھتے تھے

مِثْلَ قَوْلِهِمْ ج فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا
مانند ان کی بات کے سو اللہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان بروز قیامت اس بات میں کہ

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١١٤﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ
تھے وہ جس میں اختلاف کرتے اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے روکا مسجدوں

اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ
سے اللہ کی کہ یاد کیا جائے ان میں نام اس کا اور کوشش کی ویران کرنے کی ان کو یہ لوگ وہ ہیں

مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي
کہ نہیں مناسب تھا ان کے لیے کہ داخل ہوں ان میں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے

الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١٥﴾
دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں عذاب ہے بڑا

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ق فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ
اور اللہ کے لیے ہیں مشرق اور مغرب پس جدھر منہ کرو تم تو ادھر ہی توجہ

اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۶﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

اللہ کی ۔ یقیناً ۔ اللہ ۔ وسعت والا خوب جاننے والا ہے ۔ اور کہا انہوں نے ۔ بنا لیا ہے

اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۚ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اللہ نے ۔ بیٹا ۔ پاک ہے وہ ۔ (نہیں) بلکہ اسی کا ہے جو (کچھ) ۔ آسمانوں ۔ اور

الْاَرْضِ ۚ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ

زمین میں ہے ۔ سب ۔ اس کے ہیں ۔ فرمانبردار ۔ موجد ہے ۔ آسمانوں ۔ اور

الْاَرْضِ ۚ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

زمین کا ۔ اور جب ۔ فیصلہ کرتا ہے کسی معاملہ کا ۔ تو صرف ۔ کہتا ہے ۔ اسے ۔ کہ ۔ ہو جا

فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا

سو وہ ہو جاتا ہے ۔ اور کہا ۔ ان لوگوں نے جو ۔ نہیں ۔ علم رکھتے ۔ کیوں نہیں ۔ کلام کرتا ہم سے

اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۚ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اللہ ۔ یا (کیوں نہیں) آتا ہمارے پاس کوئی نشان ۔ اسی طرح ۔ کہا تھا ۔ ان لوگوں نے جو ۔ پہلے تھے ان سے

مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۚ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ

مانند ۔ ان کی بات کے ۔ ایک جیسے ہو گئے ہیں ۔ دل ان کے ۔ یقیناً ۔ کھول کر بیان کیں ہم نے آیتیں

لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا

ان لوگوں کے لیے جو یقین کرتے ہیں ۔ یقیناً ہم نے ۔ بھیجا ۔ تجھے ۔ ساتھ حق کے ۔ خوشخبری دینے والا

وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۲۰﴾ وَلَنْ

اور ڈرانے والا ۔ اور نہیں پوچھا جاوے گا تو ۔ دوزخ والوں کے متعلق ۔ اور ہرگز نہیں

تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ

راضی ہوں گے ۔ تجھ سے ۔ یہودی ۔ اور ۔ عیسائی ۔ یہاں تک کہ پیروی کرے تو

مِلَّتَهُمْ ۚ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۚ وَلَئِنِ

ان کے مذہب کی ۔ تو کہدے ۔ یقیناً ۔ ہدایت ۔ اللہ کی ۔ ہی (اصل) ہدایت ہے ۔ اور یقیناً اگر

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

پیروی کی تو نے ۔ ان کی خواہشات کی ۔ بعد ۔ اس کے جو ۔ آچکا ہے تیرے پاس ۔ علم

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۱﴾ اَلَّذِيْنَ

تو نہیں ہوگا تیرے لیے مقابل اللہ کے ۔ کوئی ۔ دوست ۔ اور نہ ۔ مدد گار ۔ وہ لوگ کہ

اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ

دی ہم نے انہیں کتاب پڑھتے ہیں اسے حق اس کے پڑھنے کا یہ لوگ

یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ایمان لاتے ہیں اس پر اور جو کفر کرے گا اس کا تو ایسے لوگ ہی

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ ع ۱۴

نقصان پانے والے ہیں اے بنی اسرائیل یاد کرو نعمت میری

الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾

جو انعام کی میں نے تم پر اور یہ کہ فضیلت دی تھی میں نے تم کو تمام دنیا پر

وَ اتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّ لَا

اور ڈرو اس دن سے کہ نہیں کفایت کرے گا کوئی نفس کسی نفس سے کچھ بھی اور نہ

یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا هُمْ

قبول کیا جاوے گا اس سے معاوضہ اور نہ نفع دے گی اسے سفارش اور نہ وہ

یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ

مدد دیے جائیں گے اور جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے ساتھ چند باتوں کے پس پورا کیا اس نے انہیں

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ

فرمایا میں بنانے والا ہوں تجھے لوگوں کا امام اس نے کہا اور میری اولاد میں سے (بھی)

قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ اِذْ جَعَلْنَا

فرمایا نہیں پہنچے گا عہد میرا ظالموں کو اور جب بنایا ہم نے

الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ

کعبہ کو جمع ہونے کی جگہ لوگوں کے لیے اور امن اور بناؤ

مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ

مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ اور تاکید کی ہم نے ابراہیم اور

اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ

اسمٰعیل کو کہ صاف رکھو میرے گھر کو واسطے طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں

وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ

اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے۔ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب میرے بنا

هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ
اس کو شہر امن والا اور رزق دے اس کے باشندوں کو پھلوں میں سے (یعنی) اُسے جو

اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ
ایمان لائے ان میں سے اللہ پر اور روزِ آخرت پر فرمایا اور جس نے کفر کیا

فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ط وَ
تو فائدہ پہنچاؤں گا اسے بھی تھوڑا سا پھر مجبور کروں گا اُسے آگ کے عذاب کی طرف اور

بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۱۲۶ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ
بُری جگہ ہے وہ ٹھکانا اور جب اونچی کرتا تھا ابراہیم بنیادیں

مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ
خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل (دعا کرتے جاتے تھے) اے رب ہمارے قبول کر ہم سے یقیناً تو

اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۱۲۷ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ
ہی خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے اے رب ہمارے اور بنا ہم کو فرمانبردار

لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَ اَرِنَا
اپنا اور (بنا) اولاد ہماری سے ایک امت فرمانبردار اپنی اور دِکھا ہمیں

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۱۲۸
عبادت کے راستے ہمارے اور فضل کیساتھ توجہ فرما ہم پر۔ یقیناً تو ہی بہت فضل کیساتھ توجہ فرمانیوالا بہت رحم کرنیوالا ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ
اے رب ہمارے اور مبعوث فرما ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ پڑھے ان پر آیات تیری

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ
اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت اور پاک کرے ان کو یقیناً تو ہی

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۱۲۹ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ ع ۱۵ ۸ ۱۵
بڑائی والا بہت حکمت والا ہے اور نہیں بے رغبتی کرتا مذہب سے ابراہیم کے

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ط وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ج
سوائے اس کے جس نے بیوقوف بنایا اپنے تئیں اور یقیناً یقیناً برگزیدہ کیا تھا ہم نے اُسے دنیا میں

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۱۳۰ اِذْ قَالَ لَهٗ
اور یقیناً وہ آخرت میں ضرور نیکوں میں سے ہو گا جب کہا اُسے

رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَوَصّٰى
اُس کے رب نے فرمانبردار ہو جا اس نے کہا فرمانبردار ہوتا میں تمام دنیا کے رب کا اور تاکید کی

بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى
اس (فرمانبرداری) کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے (بھی کہا) اے میرے بیٹو یقیناً اللہ نے چن لیا ہے

لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ اَمْ
تمہارے لیے اس دین کو پس ہرگز نہ مرنا تم مگر ایسے حال میں کہ تم فرمانبردار ہو کیا

كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ
تھے تم موجود جب آئی یعقوب کو موت جب کہا اس نے

لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ
اپنے بیٹوں کو کس کی عبادت کرو گے تم بعد میرے ؟ انہوں نے کہا ہم عبادت کریں گے تیرے معبود کی

وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ښ
اور معبود کی تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے (جو کہ) معبود ہے ایک ہی

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا
اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں یہ جماعت یقیناً گزر چکی ہے اس کیلئے ہے جو

كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔــلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا
کمایا تھا اس نے اور تمہارے لیے جو کمایا تم نے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس سے کہ جو تھے وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ
کیا کرتے اور کہا انہوں نے ہو جاؤ یہودی یا عیسائی تو ہدایت پاؤ گے تم

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ
تو کہدے کہ (نہیں) بلکہ (اختیار کرو) مذہب ابراہیم موحد کا اور نہ تھا وہ

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ
مشرکوں میں سے تم کہو ایمان لائے ہم اللہ پر اور اس پر جو اتارا گیا ہماری طرف اور جو

اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
اتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ
اور (ان کی) اولاد کی اور جو دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو دیئے گئے

النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ
(دیگر) نبی اپنے رب کی طرف سے نہیں ہم فرق کرتے درمیان کسی کے بھی ان میں سے

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ
اور ہم اس (خدا) کے فرمانبردار ہیں پھر اگر ایمان لاویں وہ مانند اس کے کہ تم ایمان لائے ہو

بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ
تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جاویں وہ تو سوائے اس کے نہیں وہ مخالفت میں ہیں

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣٧﴾ؕ صِبْغَةَ
پس کافی ہو گا تجھے ان کے مقابلہ میں اللہ اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (اختیار کرو) طریق

اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ
اللہ کا اور کون ہے زیادہ اچھا اللہ سے طریق میں اور ہم اس کے

عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَ
عبادت گذار ہیں تو کہدے کیا جھگڑتے ہو تم ہم سے اللہ کے بارے میں اور وہ ہمارا رب ہے اور

رَبُّكُمْ ۚ وَلَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ
تمہارا رب ہے اور ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں اور ہم اسی کے

مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
مخلص ہیں کیا تم کہتے ہو کہ یقیناً ابراہیم اور اسمٰعیل

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا
اور اسحٰق اور یعقوب اور (اس کی) اولاد تھے یہودی

اَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ
یا عیسائی تو کہدے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے

كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
چھپائی گواہی (جو) اس کے پاس ہے اللہ کی طرف سے اور نہیں اللہ ہرگز غافل اس سے جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ
تم کرتے ہو یہ ایک جماعت ہے یقیناً گذر چکی ہے اس کے لیے ہے جو کمایا اس نے

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤١﴾ؑ ع ۱۶/۱۲
اور تمہارے لیے ہے جو کمایا تم نے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس کی نسبت جو تھے وہ کرتے

قرآنِ مجید

آخری پارے کی آخری دس سورتیں حفظ کریں۔

۱۔ سورۃ الفیل
۲۔ سورۃ القریش
۳۔ سورۃ الماعون
۴۔ سورۃ الکوثر
۵۔ سورۃ الکافرون
۶۔ سورۃ النصر
۷۔ سورۃ الہب
۸ سورۃ الاخلاص
۹۔ سورۃ الفلق
۱۰۔ سورۃ الناس

دُعائیں

۱- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب ہم پر قوت برداشت نازل کر۔ اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں کے خلاف ہماری مدد کر۔

۲- اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

ترجمہ:۔ میں اپنے اللہ ہی سے اپنے ہر گناہ کی بخشش چاہتی ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتی ہوں

۳- اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

ترجمہ:۔ اے اللہ ہم تیری ذات کو ہی دشمن کے آگے کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

۴- رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ

ترجمہ:۔ اے میرے رب میری مدد کر مفسد قوم کے خلاف۔

احادیث

۱۔ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ

نیکی پر آگاہ کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے

۲۔ عِدَۃُ الْمُؤْمِنِ کَاَخْذِ الْکَفِّ

مومن کا وعدہ ایسا ہی سچا ہے۔ جیسے کوئی چیز ہاتھ میں دے دی جائے

۳۔ لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا

وہ شخص ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں جو ہمیں دھوکا دے

۴۔ اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ

سعادت مند وہ ہے جو غیر کے حال سے نصیحت پکڑے۔

۵۔ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی

اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے

۶۔ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَّا یَشْکُرُ النَّاسَ

نہیں شکر کرتا اللہ کا جو نہیں شکر کرتا بندوں کا۔

۷ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ

گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

۸ اِذَا جَاءَكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ

جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کرو۔

۹ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ

قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔

۱۰ اَلْيَمِيْنُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ

جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر دیتی ہے۔

نماز: نیت باندھنے سے پہلے یہ دُعا پڑھو:۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
یقیناً میں نے اپنا رُخ اُس کی جانب کیا جس نے آسمانوں
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔
اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور میں مُشرکوں میں سے نہیں ہُوں۔

ثناء

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ
پاک ہے تو اے اللہ اور اپنی تعریف کے ساتھ اور بابرکت ہے
اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ ۔
تیرا نام اور بڑی ہے تیری شان اور نہیں کوئی معبود تیرے سوا۔

تعوّذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط
مَیں پناہ مانگتا ہُوں اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ، شیطان راندے ہوئے سے۔

تسمیّہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط
پڑھتا ہُوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

سُورۃ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ
سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام مخلوق کی پرورش کرنے والا۔ بِن مانگے دینے والا
الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ
اور سچی محنت کو ضائع نہ کرنے والا ہے۔ مالک ہے جزا سزا کے دِن کا۔ ہم تیری ہی
نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا
عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو چلا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
سیدھے راستہ پر۔ اُن لوگوں کے رستہ پر
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
جن پر تیرا فضل ہُوا۔ نہ اُن لوگوں کے رستہ پر جن پر تیرا غضب ہُوا
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۧ اٰمِيْن
اور نہ اُن لوگوں کے رستہ پر جو سچی تعلیم کو بھُول گئے (اے خدا ایسا ہی ہو)

سُورۃ اِخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ
تُو کہہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سب محتاج ہیں۔ وہ کسی کا باپ نہیں
وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ
اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور کوئی بھی نہیں اس کے کام میں اُس کا شریک۔
اِس کے بعد تکبیر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو اور رکُوع میں جاؤ۔ رکُوع کی تسبیح کم از کم تین[۳] بار پڑھو اور زائد پڑھنے میں طاق (یعنی تین یا پانچ یا سات بار) کا خیال رکھو۔

رکُوع کی تسبیح	
	سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ط
	پاک ہے میرا رب جو بڑی عظمت والا ہے۔

جب اطمینان سے رکوع کرچکو تو سیدھے کھڑے ہو کر یہ تسمیع و تحمید پڑھو۔

تسمیع

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ط
اللہ تعالیٰ نے اُس کی سُنی جس نے اُس کی تعریف کی۔

تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ط
اے ہمارے رب! سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔
حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ ط
بہت زیادہ تعریف جو پاک ہو اور جس میں برکت ہو۔

اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جاؤ۔
اور سجدہ کی یہ تسبیح تین بار یا زیادہ طاق مرتبہ پڑھو

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ط
میرا بڑی شان والا رب پاک ہے۔

دو سجدوں کے درمیان کی دعا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَ
اے اللہ تعالیٰ! میرے قصور بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور راہنمائی کر اور
عَافِنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْزُقْنِیْ ط
مجھے تندرستی دے اور مجھے عزت عطا کر اور میری اصلاح کر اور مجھے رزق دے۔

اِس کے بعد دوسرا سجدہ پہلے سجدہ کی طرح کرو۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر اسی طرح کھڑے ہو جاؤ جیسے پہلے کھڑے تھے اور پہلی رکعت کی طرح اِس دوسری رکعت کو بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورۃ یا قرآن کریم کا کچھ حصہ شامل کر کے ادا کرو۔ اور سجدوں سے فارغ ہو کر اِس طرح بیٹھ جاؤ کہ بایاں پاؤں نیچے بچھا رہے اور دایاں کھڑا رہے اور ہاتھوں کو اس طرح رانوں پر رکھو کہ انگلیاں سیدھی ہوں، تشہد پڑھتے ہوئے سیدھے ہاتھ کی پہلی انگلی اُٹھاؤ پھر درود شریف اور دعائیں پڑھو۔

تشہّد

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ
تمام زبانی اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہیں۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
سلامتی ہو آپ پر اے نبی کریمؐ اور اللہ تعالےٰ کی رحمت ،
وَبَرَكَاتُهٗ ؕ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
اور اُس کی برکتیں بھی۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ تعالےٰ کے
الصّٰلِحِيْنَ ؕ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
نیک بندوں پر۔ مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ نہیں کوئی معبُود مگر اللہ تعالےٰ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ
اور مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ محمّد (صلعم) اُس کے بندے اور اُس کے رسُول ہیں۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
اے اللہ! فضل نازل کر محمد (صلعم) اور محمد (صلعم) کی آل پر،
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
جس طرح فضل کیا تُو نے ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی پیروی
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰهُمَّ
کرنے والوں پر۔ ضرور تو ہی حمد والا بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ!
بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
برکت نازل فرما محمد (صلعم) اور محمد (صلعم) کے فرمانبرداروں پر جس طرح
بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
برکت نازل فرمائی تُو نے ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کے فرمانبرداروں پر
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط
ضرور تو حمد والا بڑی شان والا ہے۔

دُعائیں

۱۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ
اَے ہمارے رب! دے ہم کو دُنیا میں ہر قسم کی بھلائی اور آخرت میں بھی
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط
بھلائی دے اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے۔
۲۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ
اَے میرے رب! بنا مجھ کو قائم کرنے والا نماز کو اور میری اولاد کو بھی
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ط رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ
اَے ہمارے رب! قبول فرما میری یہ دُعا۔ اَے ہمارے رب! بخش دے مجھ کو
وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ط
اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دِن حساب قائم ہو۔
۳۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا
اَے اللہ تعالیٰ! مَیں نے اپنے نفس پر بہت ظُلم کیا ہے

وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ
اور گناہوں کو کوئی معاف نہیں کر سکتا سوائے تیرے پس تو مجھ کو بخش دے
مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ
بخش اپنے حضور سے اور مجھ پر رحمت فرما یقیناً
اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ؕ
تُو بخشنے والا مہربان ہے۔
اِن دُعاؤں کے بعد پہلے دائیں اور پھر بائیں طرف مُنہ کر کے کہو :-
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ؕ
سلامتی ہو تم پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں۔

دُعاءِ قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ
اے اللہ تعالیٰ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تیری بخشش چاہتے ہیں۔
وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ
ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور بھروسہ رکھتے ہیں تجھ پر اور ہم خوبیاں بیان
عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ
کرتے ہیں تیری۔ اور شکر کرتے ہیں تیرا اور نہیں ناشکری کرتے تیری۔
وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ط اَللّٰھُمَّ
اور قطع تعلق کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اُس کو جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔ اے اللہ!
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ
ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری
نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی
طرف دوڑتے ہیں اور کھڑے ہوتے ہیں اور ہم امیدوار ہیں تیری رحمت کے اور ہم ڈرتے ہیں

عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ط
تیرے عذاب سے۔ ضرور تیرا عذاب تیرے نافرمانوں کے ساتھ ملانے والا ہے۔

مسائل نماز

مسائل ارکانِ نماز

۱- اگر نمازی کسی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔ قرأت میں کم ازکم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات ہونی چاہئیں۔

۲- قعدہ میں اس قدر بیٹھنا فرض ہے کہ جتنی دیر میں التحیات پڑھ سکیں۔

مفسدات نماز

۱- نماز میں بات چیت کرنا۔

۲- درد یا مصیبت کی وجہ سے آواز سے رونا۔ (سوائے بے بسی کے)

۳- اپنے امام کے سوا کوئی اور قرآن پڑھنے میں بھولے تو اسے بتانا۔ اپنے امام کو بتانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۴- نماز میں کچھ کھانا پینا

مکروہات نماز

۱ چادر یا رضائی کو سر یا کاندھے پر اس طرح ڈالنا کہ ان کے کنارے لٹکتے رہیں یا کوٹ اور لبادہ وغیرہ کو بغیر آستین میں ہاتھ ڈالے ہوئے اوڑھنا۔

۲- پیشانی سے مٹی پونچھنا۔

۳- کپڑے کو مٹی سے بچانے کے لئے سمیٹنا یا اُٹھانا
۴- ننگے سر نماز پڑھنا
۵- پیشانی کے سامنے سے بلا ضرورت کنکری یا مٹی کو ہٹانا۔ البتہ اگر سجدہ نہ ہو سکے تو ایک بار ہٹانا درست ہے۔
۶- انگلیوں کا نماز میں چٹخانا۔
۷- نماز میں دائیں بائیں طرف یا آسمان کی طرف دیکھنا
۸- نماز میں جماہی یا انگڑائی آئے تو حتی الامکان روکنا چاہیئے۔
۹- سجدے کے وقت دونوں بازوؤں کو زمین پر بچھا دینا یا پیٹ کو ران سے ملانا۔
۱۰- بلا ضرورت کھانسنا۔

نمازِ عید

عیدیں دوؔ ہوتی ہیں۔ ایک عید رمضان کے روزے گزرنے پر یکم شوال کو اور دُوسری عید ماہ ذی الحجہ کی دسؔ تاریخ کو ہوتی ہے۔ عید کی نماز میں نہ اذان ہوتی ہے نہ اقامت۔ اِن دونوں نمازوں کے پڑھنے کا وقت سُورج بلند ہونے پر شرُوع ہوتا ہے۔ پہلی عید کا نام عِیْدُ الْفِطْر اور دُوسری عید کا نام عِیْدُ الْاَضْحِیَہ ہے۔ ہر دو نمازوں کی قرأت بالجہر (بلند آواز سے) ہوتی ہے۔

طریق نمازِ عید

ہر دو عیدوں کی نمازیں ایک ہی طرح پڑھی جاتی ہیں۔ دوؔ رکعت نماز پڑھ کر جمعہ کے خطبہ کی طرح اِمام خطبہ پڑھے۔ خطبہ میں جیسا موقع ہو مسائل بتائے۔ پہلی رکعت میں نیت باندھ کر دُوسری نمازوں کی طرح پہلے ثناء پڑھو۔ اور اس کے بعد ہاتھ کھول کر سات بار تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہو۔ دونوں ہاتھ کانوں تک یا کندھوں تک لا لا کر کُھلے چھوڑتے جاؤ۔

ہاتھ باندھنا بھی جائز ہے۔ سات تکبیروں کے بعد ہاتھ باندھ کر قرأت پڑھو اور دُوسری رکعت میں قرأت پڑھنے سے پہلے پانچ تکبیریں کہو۔ ہر دو رکعت میں علاوہ مقرّرہ تکبیروں کے بارہ[۱۲] تکبیریں زائد ہیں۔

عید گاہ کو ایک راستہ سے جانا اور دُوسرے راستہ سے واپس

آنا مسنُون ہے۔ بارش کے سبب عید گاہ میں اگر عید کی نماز نہ پڑھی جا سکے تو مسجد میں یا دُوسرے دِن بھی یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ خُطبۂ عید نماز کے بعد ہوتا ہے۔

عید کے دن جب ایک دوسرے سے ملیں تو یہ دعا پڑھیں:

تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ

عید کے دنوں میں کثرت سے یہ تکبیرات پڑھیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرْ اللّٰهُ اَكْبَرْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ وَلِلّٰهِ الْحَمْد

حضرت عثمان غنی رضؓ

مکّہ کی گلیوں میں کھیل کر ایک ساتھ جوان ہونے والے دوستوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کا نام بھی آتا ہے۔ مکّہ میں رواج تھا کہ باپ کا نام اپنے نام کے ساتھ شامل کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے باپ کا نام عفان تھا اس لئے آپؓ عثمان بن عفان کے نام سے مشہور تھے۔ آپؓ عمر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ برس چھوٹے تھے۔ آپؓ بھی قبیلہ قریش سے تھے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اس زمانہ میں تعلیم کا رواج اس طرح نہیں تھا۔ جیسے آج کل سب بچے سکول جاتے ہیں۔ بلکہ علماء کے گھروں پر جا کر تعلیم حاصل کی جاتی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے بھی تعلیم حاصل کی۔ عرب قبیلے زیادہ تر گھوم پھر کر روزی کمانے کے عادی تھے۔ اس لئے زیادہ توجہ تجارت کی طرف ہوتی تھی۔ تجارت کا مطلب ہے کہ ایک جگہ جہاں سے سستی چیزیں ملیں خرید کر دوسری جگہ جا کر جب دوسرے شہر میں کچھ زیادہ قیمت ملے تو بیچ دیں اور وہاں سے وہ چیزیں جو سستی ملیں خرید کر لے آئیں اور اپنے شہر میں اُن کی ضرورت ہو تو آکر بیچ دیں اس طرح بہت فائدہ ہوتا۔ اکثر لوگ یہی کام کرتے تھے۔ آج کل جیسی گاڑیاں کاریں تو اُس زمانہ میں نہیں تھیں ہوائی جہاز بھی نہیں تھے۔ اونٹوں پر سامان لاد کر لے جاتے۔ سارا دن سفر کرتے۔ پھر کسی جگہ جہاں رات آتی وہیں پر رات بسر کر لیتے۔ اُن کے پاس خیمے ہوتے تھے جو بہت جلد ایک چھوٹے سے

مکان کی شکل میں لگا لئے جاتے تھے۔ اُونٹ بھی آرام کر لیتے اور اونٹوں پہ بیٹھنے والے انسان بھی۔ اگلے دن صبح صبح ایک آدمی گھنٹی بجاتا جس کا مطلب ہوتا کہ اب آگے جانا ہے۔ جلدی جلدی تیار ہو جاؤ۔ حضرت عثمان رضؓ جن کی باتیں آپ کو بتائی جارہی ہیں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ مگر زیادہ توجہ اپنے والد کے ساتھ تجارت کی طرف دیتے تھے۔ آپ غلہ یعنی گندم وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔ آپ بہت ایماندار اور محنتی تھے۔ اللہ پاک محنت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے آپ رضؓ کو بہت فائدہ ملتا۔ آپ رضؓ کے پاس بہت دولت جمع ہو گئی۔ اور سب لوگ جانتے تھے کہ حضرت عثمان رضؓ تو بڑے امیر آدمی ہیں۔ امیر تو تھے۔ مگر رحم دل بھی تھے۔ غریبوں کی بہت مدد کرتے تھے۔ اسلام آنے سے پہلے عرب کے لوگوں میں بعض عادتیں بہت خراب تھیں۔ جو کماتے شراب پینے اور جوا کھیلنے میں ضائع کر دیتے۔ جوا ایسی کھیل کو کہتے ہیں۔ جس میں شرط رکھی جائے کہ جیتنے والے کو انعام ملے گا اور ہارنے والے کے پیسے واپس نہیں کئے جائیں گے۔ ایسی اور بھی کئی خراب عادتیں تھیں مگر حضرت عثمان رضؓ نہ شراب پیتے تھے اور نہ جوا کھیلتے تھے۔ نہ ہی وقت خراب کرنے والی دوسری باتیں کرتے تھے۔ اس طرح آپ کا مال ضائع نہ ہوتا۔ جب آپ رضؓ کی عمر ۳۳ سال کی ہوئی۔ تو ایک دن اُن کے دوست حضرت ابو بکر رضؓ نے انہیں ایک طرف لے جا کر چپکے چپکے سے ایک بالکل نئی بات بتائی۔

حضرت ابو بکر رضؓ نے بتایا کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے نا۔ کہ پتھر کے بُت خدا نہیں ہو سکتے۔ مگر ہمیں معلوم نہیں تھا کہ خُدا کون ہے۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں۔ مجھے میرے دوست حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے بتایا ہے کہ یہ سب جھوٹے پتھر کے بنے ہوئے بُت ہمیں کچھ نہیں دے سکتے۔ خدا ایک ہے جو سب کا خالق اور مالک ہے۔ اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو پیغام دیا ہے۔ کہ وہ سب دنیا کو بتا دیں۔ اور میں نے مان لیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم سچ کہتے ہیں۔ اُن کے نئے دین کا نام اسلام ہے۔ حضرت

عثمانؓ غور سے سنتے رہے۔ پھر بے تابی سے فرمایا۔ مجھے ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ میں اُنؐ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جاؤں حضرت ابوبکرؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ اس وقت تک ان کے دوستوں میں سے کسی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ جلدی جلدی چلنے کی تیاری کرنے لگے۔ مگر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے پیارے نبی جن کو ملنے کی تیاری ہو رہی تھی۔ خود تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو دیکھ کر فرمایا "عثمان میں تمہارے سامنے جنّت کو پیش کرتا ہوں۔ چاہو تو اسے قبول کر لو۔ میں خدا کا رسول ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ نے مجھے تم لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے بھیجا ہے۔ میرا ساتھ دو گے تو اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ اگر انکار کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔" حضرت عثمانؓ فوراً بولے۔ حضورؐ آپ کی بتائی ہوئی جنت کی مجھے بہت خواہش ہے مجھے اسلام کا کلمہ پڑھائیے اور ارکانِ اسلام سکھائیے۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں۔

آپؓ کے خاندان میں جب سب کو علم ہوا کہ جس شخص کو پورا شہر غلط کہہ رہا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو مان لیا ہے تو وہ سخت ناراض ہوئے۔ ان کے چچا حکم بن ابی عاصل کو پتہ چلا تو بڑے غصّے میں آئے۔ اور اِتنے بڑے آدمی کو پکڑ کر ایک درخت کے ساتھ کھڑا کر کے رسیوں سے خوب مضبوطی سے باندھ دیا۔ اور پھر ڈنڈے سے مارنے لگے۔ مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے خدا کو نہ مانو۔ مگر مار پڑنے سے خدا کی محبت اور زیادہ ہوئی گئی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا نور۔ اُن کا پیارا پیارا باتیں کرنے کا انداز۔ سب کچھ یاد آنے لگا اور ادر مار اور چوٹ کی تکلیف کم ہوتی گئی۔

درخت سے بندھا مار کھانے والا یہ آدمی قریش خاندان کی بنی امیہ شاخ سے

تعلق رکھتا تھا جس میں بعد میں اسلام کو چاہنے والے پیدا ہوئے۔ اور تقریباً سو سال تک حکمران رہے۔ صرف مار پیٹ ہی نہیں۔ کئی طرح سے تنگ کیا جاتا۔ ابھی زیادہ لوگ اسلام نہیں لائے تھے مسلمان شام کو ملتے۔ تو ہر ایک اُن ظلموں کی داستان سناتا جو اُن پر کئے جاتے تھے۔ اتنی شدید تکلیف دیکھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ مسلمانوں کو مکہ چھوڑ کر چلے جانا چاہیئے۔

آپؐ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام یعنی اسلام سکھاتے ہوئے۔ پانچ سال ہو چکے تھے۔ مگر اسلام قبول کرنے والے بہت کم تھے اور جو اسلام لائے تھے وہ سخت مشکلات میں تھے۔ حضرت عثمانؓ جیسے پیارے انسان کو اللہ پاک نے ایک بہت بڑی نعمت دی۔ اُن کی شادی ایک شہزادی سے ہو گئی۔ یہ شہزادی ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت رقیہؓ تھیں۔ حضرت عثمانؓ بہت خوش تھے۔ مگر تکلیف بہت زیادہ ہو گئی۔ مصائب بڑھ گئے تھے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا۔ آپ نے اپنی انگلی سے مغرب کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا کہ اس طرف ایک ملک ہے۔ جس میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ تم وہاں چلے جاؤ۔ اُس ملک کا نام حبشہ تھا۔ ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ حضورؐ کے ساتھیوں کا یہ سفر ہجرتِ حبشہ کہلایا۔ کفار کو جب علم ہوا کہ مسلمان مکہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ تو انہوں نے اُن کا پیچھا کیا۔ مگر پکڑ نہ سکے۔ چونکہ یہ لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر حبشہ چلے گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ اس ہجرت میں اپنا مکان اپنا روپیہ پیسہ اپنے اونٹ بکریاں سب کچھ مکہ میں چھوڑ گئے۔ اس طرح صرف خدا تعالیٰ کو ایک ماننے کے بعد۔ اپنے رشتہ داروں اور سامان وغیرہ سب کچھ چھوڑ کر۔ اپنا ملک چھوڑ کر حبشہ جانا پڑا۔ آپ کے ساتھ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت عثمانؓ مکہ واپس آ گئے۔ مکہ میں پوری طرح حالات ٹھیک

نہ ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے مسلمانوں کے ساتھ۔ مدینہ ہجرت کا فیصلہ فرمایا۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ۔ ایک دفعہ پھر اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ گئے۔ مدینہ میں اتنی تکلیفیں تو نہ تھیں۔ جتنی مکہ میں تھیں۔ مگر یہاں بھی بعض قبیلے شرارتیں کرتے رہے۔ اُن دنوں پانی کنویں سے حاصل ہوتا تھا۔ سارے مدینے والوں کے لئے پینے کے پانی کا ایک ہی کنواں تھا۔ اور یہ کنواں ایک یہودی کا تھا۔ یہودی کو پتہ تھا۔ کہ سب یہیں سے پانی لیں گے اس لئے وہ بہت پیسے لے کر پانی دیتا۔ امیر لوگوں کو تو کوئی مشکل نہ ہوتی۔ وہ تو خرید لیتے۔ مگر غریب لوگ بیچارے پینے کا پانی کیسے خرید سکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپؐ نے یہ تکلیف دیکھی تو ایک دن فرمایا۔ اگر کوئی مسلمان اس کنویں کو یہودی سے خرید لے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو اس میں سے پانی لینے دے، تو میں اُس کے لئے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں

حضرت عثمانؓ یہ سن کر اُٹھے اور کنویں کے مالک یہودی کے پاس گئے۔ اور بولے تم یہ کنواں کتنے میں فروخت کرو گے۔ یہودی نے سوچا یہ مسلمان ہجرت کر کے آئے ہیں۔ بھلا کنواں کہاں خرید سکتے ہیں۔ اُس نے بہت زیادہ قیمت بتا دی۔ حضرت عثمانؓ نے وہ قیمت اُسی وقت ادا کر کے اعلان کروا دیا کہ مسلمان اس میں سے بغیر کوئی پیسہ دیئے جتنا چاہیں پانی استعمال کر سکتے ہیں۔ ایک دفعہ سخت قحط پڑا قحط کا مطلب ہوتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بالکل ختم ہو جانا۔ آپؓ کے گندم سے لدے ہوئے اُونٹ آئے تو اس پر دس گنا منافع مل سکتا تھا۔ مگر آپ نے سب اناج خدا کو خوش کرنے کے لئے غریبوں میں بانٹ دیا۔ ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ حضرت عثمانؓ تجارت کرتے تھے۔ جب مسلمان ہو گئے تو آپؓ نے سمجھ لیا کہ میرا سب کچھ اب میرے خدا کا ہے۔ خدا تعالےٰ کا ہونے سے یہ مطلب ہوتا ہے

کہ ایسے کاموں پر خرچ کروں گا جس سے خدا خوش ہو۔ آپ تجارت میں رقم لگاتے تو سمجھتے خدا کی رقم تجارت میں لگائی ہے۔ اور جب نفع ہوتا تو سمجھتے خدا کی رقم پر نفع ہوا ہے۔ وہ سب خدا کے راستے میں ایسے کاموں پر خرچ کر دیتے جس سے خدا خوش ہو۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مسلمانوں کی مسجد جو مسجد نبوی کہلاتی ہے۔ تنگ لگنے لگی۔ نمازی زیادہ آتے تھے۔ جگہ کم ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کر رہے تھے کہ مسجد کے ساتھ کچھ زمین خالی پڑی ہے۔ اگر کوئی شخص اس کو خرید کر مسجد کے لئے دیدے تو مسجد بڑی کی جا سکتی ہے۔

حضرت عثمانؓ نے وہ جگہ خرید کر مسجد کو بڑا کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں دے دی۔ کھلا خرچ کرنے والے کو غنی کہتے ہیں۔ اسی لئے آپؓ کا نام عثمان غنی مشہور ہوا۔

مدینہ میں رہتے ہوئے دو ہی سال ہوئے تھے کہ مسلمانوں کو ایک جنگ لڑنا پڑی۔ ان دنوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رقیہؓ جو حضرت عثمانؓ کی بیوی تھیں۔ سخت بیمار تھیں۔ آنحضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو اجازت دے دی کہ آپؓ حضرت رقیہؓ کا خیال رکھیں۔ اور جنگ پر ہمارے ساتھ نہ جائیں۔ ابھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے واپس نہیں آئے تھے کہ حضرت رقیہؓ فوت ہو گئیں۔ حضرت عثمانؓ بہت غمگین ہو گئے۔ حضرت رقیہؓ بہت اچھی تھیں۔ اچھا ساتھی فوت ہو جائے تو غم تو ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمانؓ کا یہ غم نہ دیکھا گیا۔ آپؐ نے اپنی دوسری بیٹی ام کلثومؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کر دی۔ اس طرح آپؓ کا غم کم ہو گیا اور خوشی زیادہ ہو گئی۔ کیونکہ انہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی مل گئی۔ اور یہ بڑی عزت کی بات تھی۔ ہجرت کو چھ سال ہو گئے تھے۔ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ وہ مکہ

گئے ہیں۔ مکہ تو سب کو یاد آتا تھا۔ چنانچہ آپ اپنے ساتھ تقریباً ایک ہزار صحابہؓ کو لے کر مکہ گئے۔ مگر کافروں نے آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ آپ لڑنے کے لئے تو گئے نہ تھے۔ سوچا مکہ والوں کو بتاتے ہیں کہ ہم لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے۔ صرف پیارے کعبہ کا طواف کریں گے۔ آپؐ نے اپنی بات مکہ والوں کو بتانے کے لئے حضرت عمرؓ کو چنا۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپؐ کا حکم ماننے کو تیار ہوں۔ مگر حضرت عثمانؓ زیادہ اچھی طرح بات کر سکتے ہیں۔ ان کو بھیجا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کو بھیجا گیا۔ حضرت عثمانؓ کے مکہ میں بہت سارے رشتہ دار تھے۔ کہنے لگے تم چاہو تو طواف کر لو۔ مگر ہم محمدؐ کو نہیں آنے دیں گے۔ مگر حضرت عثمانؓ نے جواب دیا یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے پیارے آقا کے بغیر طواف کر لیں۔ مکہ والوں نے غصہ میں آکر آپ کو گرفتار کر لیا۔ رات ہو گئی حضرت عثمانؓ واپس نہ آئے تو فکر ہوئی۔ کسی نے مشہور کر دیا کہ انہیں مار دیا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سُن کر بہت غمگین ہوئے اور ایک پیڑ کے نیچے بیٹھ کر صحابہؓ سے وعدہ لیا کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ ضرور لیں گے۔ اُسی وقت اللہ تعالےٰ نے اپنے فرشتہ کو بھیجا جس نے آکر اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیا کہ اللہ ان وعدہ کرنے والوں سے خوش ہوا۔ کافروں کو پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدلہ ضرور لیں گے۔ تو گھبرا کر حضرت عثمانؓ کو چھوڑ دیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی۔ حضرت عثمانؓ حبیب خدا کو خوش کرنے کے لئے خرچ کرتے۔ تو بہت زیادہ خرچ کرتے۔ ایک جنگ ہوئی تھی۔ جسے غزوۂ تبوک کہتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس جنگ کا سامان بہت کم تھا۔ حضرت عثمانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور تیرہ ہزار سے زیادہ سپاہیوں کا پورا خرچ پیش کیا پھر سوچا یہ بھی کم نہ ہو ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے اور پیش کر دیئے اور ایک ہزار دینار۔ دینار اس علاقے

کے روپے کو کہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس پہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ آپؐ ساری عمر ہی حضرت عثمانؓ سے خوش رہے۔ جب حضرت عثمانؓ کی دوسری بیوی حضرت اُمِّ کلثوم بھی فوت ہوگئیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ایک ایک کر کے سب کی حضرت عثمانؓ سے شادی کر دیتا۔

وہ زمانہ بڑا پیارا تھا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے۔ سب مسلمان آپؐ سے بے حد پیار کرتے تھے۔ مگر آدمی کو ایک نہ ایک دن تو خدا کے پاس جانا ہی ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے۔ وہ بھی فوت ہو گئے تو حضرت عمرِ فاروقؓ خلیفہ بنے۔ اور حضرت عمرؓ کو جب ایک ظالم نے زخمی کر دیا تو آپؓ نے چھ صحابہؓ کے نام لئے کہ اِن میں سے کوئی خلیفہ چن لیں۔ ان چھ ناموں میں ایک نام حضرت عثمان غنیؓ کا بھی تھا اور آپؓ ہی کو سب نے خلیفہ چُن لیا۔

اس وقت ہجرت کو چوبیس سال ہو چکے تھے۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو بہت دُور دُور کے ملکوں تک کے لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اور کئی ملکوں سے جنگیں ہوئیں۔ اور بہت سے ملک فتح ہوئے۔ پہلی دفعہ مسلمانوں نے سمندر کے راستے سفر کر کے ملک فتح کئے۔ حضرت عثمانؓ نے مسجدِ نبوی کو بہت بڑا بنوایا۔ دُور دُور کے ملکوں کے لئے قرآن سیکھنے کا انتظام کیا۔ لوگ اپنے اپنے طریقے سے پڑھتے۔ حضرت عثمانؓ نے سوچا۔ اس طرح تو ہر ملک کا قرآن علیحدہ ہو جائے گا۔ آپؓ نے اعلان کروایا کہ جس کے پاس بھی قرآن کا جو بھی حصّہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا لکھا ہوا ہے۔ انہیں دے دیا جائے۔ چنانچہ سب نے دیدیا۔ پھر آپؓ نے سارا قرآن ایک ہی طرح لکھوایا۔ اس پہ زیر زبر لگوائے

اور آج تک قرآن مجید اُسی طرح پڑھا جاتا ہے۔

چھ سال تک حضرت عثمانؓ نے بڑے امن سے خلافت کی۔ مگر جو دشمن ہوتے ہیں۔ وہ امن خراب کرنے کے طریقے سوچتے رہتے ہیں۔ ایک یہودی دشمن عبداللہ بن سبا تھا۔ بہت چالاک تھا۔ لوگوں سے کہہ دیا کہ میں مسلمان ہو گیا۔ مگر دل سے دشمن تھا۔ اُس نے طرح طرح کی غلط باتیں لوگوں میں مشہور کرنی شروع کر دیں۔ وہ باتیں اس طرح سے کرتا کہ بعض لوگ اُسے سچا سمجھتے یہ سب لوگ اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر کام کرنے لگے۔ مدینہ میں جگہ جگہ بیٹھ جاتے اور حضرت عثمانؓ کے خلاف جھوٹی باتیں کرتے نماز کے وقت مسجد نبوی میں جمع ہو جاتے اور ہر بات کان لگا کر سنتے کہ لوگ خلیفہ کو کیا بتاتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کو پتہ لگ رہا تھا۔ مگر آپ اتنے بہادر تھے کہ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے رہے۔ پھر آپؓ کے ساتھیوں نے آپ کو مسجد میں آنے سے منع کر دیا۔ کچھ بہادر آپ کی حفاظت کے لئے جمع ہوئے تو آپؓ نے فرمایا۔ تم لوگ اپنی اپنی حفاظت کرو اور آپ خود قرآن پڑھنے لگے ان دشمنوں نے حضرت ابوبکرؓ کے ایک بیٹے محمد بن ابوبکر کو بھی ساتھ ملا لیا ہوا تھا وہ اندر آیا اور آپ کی داڑھی پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ حضرت عثمانؓ نے آنکھ اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ میرے بھائی کے بیٹے اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو تجھے ایسا نہ کرنے دیتا۔ وہ شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا اس کے بعد ایک اور شخص آگے بڑھا اور ایک لوہے کا ڈنڈا زور سے سر پہ مارا۔ قرآن پاک جو آپؓ پڑھ رہے تھے۔ اس کو پاؤں سے ٹھوکر ماری۔ ایک اور دشمن نے تلوار سے حملہ کیا۔ آپؓ کا ہاتھ کٹ گیا۔ آپ کی بیوی بچانے آئیں۔ تو ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ پھر ایک شخص نے آپ کا گلا گھونٹ کر آپ جیسے بہادر نیک غنی کو جان سے مار دیا۔ آپؓ ۸۲ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ایک دفعہ مکہ میں ایک ایسا واقعہ ہوا کہ جو نہ اُس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد ہوا۔ اور واقعہ تھا مکہ کے ہاشمی قریشی خاندان میں ایک بچے کی پیدائش جو خدا تعالیٰ کے پاک گھر خانۂ کعبہ میں پیدا ہوا۔ اُس زمانے میں دن تاریخیں یاد رکھنے کا رواج تو بہت تھا مگر سن کی بجائے وہ کسی بڑے واقعے سے بڑی بڑی باتیں یاد رکھتے۔ اس بچے کا نام اس کے والد حضرت ابوطالب نے زید، والدہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد نے حیدر اور پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رکھا۔ اور پیدائش کے لئے عام الفیل والے واقعہ سے تقریباً تیس سال بعد یاد رکھا گیا۔ عام الفیل تو آپ کو پتہ ہے ابرہہ جب ہاتھی لے کر مکہ پر حملہ کرنے آیا تھا اُس سال کو کہتے ہیں۔ اس طرح جب یہ بچہ ہوا تو ہمارے پیارے آقا کی عمر تیس سال ہوگی کیونکہ ہمارے آقا کی پیدائش عام الفیل والے سال میں ہوئی تھی۔ ننھے منے علی کی چند بہنیں اور دو بھائی تھے اور اُن دنوں حضرت ابوطالب کے پاس روپے پیسے کی کچھ کمی تھی۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہو چکی تھی حضرت خدیجہؓ کو خدا تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا تھا۔ آپؐ کا پہلا بیٹا فوت ہو گیا تو آپؓ اُس کو بہت یاد کرتی تھیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا سے کہا کہ اگر آپ علی ہمیں دے دیں تو ہمارے گھر میں کافی رونق ہو جائے گی۔ دل میں یہ بھی تھا کہ چچا کا ہاتھ تنگ ہے۔ جب خود پیارے آقا چھوٹے سے تھے تو چچا نے اپنے بچوں سے

بڑھ کر پیار سے پالا تھا۔ اس طرح آپؐ اپنے چچا کے کچھ کام آنا چاہتے تھے۔ پیارے آقاؐ کے گھر میں پیارے سے بچے کے آنے سے رونق ہو گئی۔ حضرت خدیجہؓ بھی بہت پیار کرتیں اچھی اچھی باتیں سکھانے میں دونوں کو بہت مزا آتا پھر ان کو لکھنا پڑھنا بھی سکھایا۔ علیؓ بھی پیارے آقا سے بہت پیار کرتے اور اگرچہ ابھی بچے تھے مگر پیارے آقاؐ کی اچھی عادتوں نیکی کی باتوں اور سب کے ساتھ اچھے سلوک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتے آپ کا پیار اس حد تک تھا کہ خود حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے یوں رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اونٹنی کے پیچھے رہتا ہے۔ جب پیارے آقا کو اللہ تعالیٰ نے اسلام سکھانے کا حکم دیا تو سب سے پہلے آپؐ کو سچا سمجھنے والے بچے حضرت علیؓ ہی تھے۔ پورا واقعہ سنو گے تو بڑا لطف آئے گا ہوا یوں کہ اللہ جی نے پیارے آقا سے کہا کہ اپنے رشتہ داروں کو بتاؤ کہ اللہ کو نہ ماننے والوں کو سزا ملتی ہے۔ آقا جیؐ نے اپنے رشتہ داروں کو کھانے کی دعوت دی اور جب سب کھانا کھا چکے تو آپؐ نے بڑے پیار سے سب کو خدا کا پیغام سنایا اور یہ بھی بتایا کہ میں تو اب اس کام کو کرتا ہی رہوں گا۔ آپ میں سے کوئی ہے جو میری اس کام میں مدد کرے۔ یہ سن کر مکہ کے بڑے لوگ تو سوچ میں پڑ گئے مگر ایک طرف سے ایک بچے نے کھڑے ہو کر کہا۔

"میں عمر میں بہت چھوٹا ہوں۔ میری آنکھیں بیماری کی وجہ سے دکھتی ہیں میری ٹانگیں دبلی پتلی ہیں مگر آپ کا ساتھ دینے کا وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپؐ کے کام میں آپ کی مدد کرتا رہوں گا۔"

یہ بچہ حضرت علیؓ تھے اور اس کمزور اور دبلی ٹانگوں والے بچے کو خدا تعالیٰ نے بعد میں کتنی طاقت دی یہ میں آپ کو بعد میں بتاؤں گی ہاں تو جب سب کے

سامنے آپؓ نے خدا کو ایک ماننے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول ماننے کا اعلان کر دیا تو سب نے برا بھلا کہا مگر آپؓ کے ابو حضرت ابو طالب نے کہا کہ تم ضرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دو مجھے پتہ ہے کہ وہ بہت اچھی باتیں سکھاتا ہے ۔۔۔۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خدا کا پیغام دینے کے لئے بہت محنت کرتے جہاں کچھ لوگ جمع ہوتے آپؐ وہاں چلے جاتے اور انہیں دین کی باتیں بتاتے حج کے موقعہ پر جمع ہونے والوں کو اسلام کی باتیں بتاتے کچھ لوگ مان لیتے کچھ نہ مانتے مگر اونٹنی کے بچے کی طرح ساتھ ساتھ پھرنے والے بچے حضرت علیؓ نے یہ سب باتیں اتنی دفعہ سن لیں کہ پکی یاد ہو گئیں کچھ لوگ جو دشمن ہو گئے تھے سخت تنگ کرتے، مذاق کرتے، گالیاں دیتے آپ پر گندی چیزیں پھینکتے کبھی پتھر مارتے یہ سب حضرت علیؓ نے دیکھا اور سُنا اور پھر جو لوگ آ کر آپؐ کو اپنی تکلیفیں سناتے وہ سارا حال بھی حضرت علیؓ سنتے آپؓ کا دل کرتا کہ اتنے بہادر اور مضبوط ہو جائیں کہ کوئی کسی مسلمان کو نہ ستا سکے۔ سب کا مقابلہ کر سکیں ایک دو سال نہیں تیرہ سال تک یہ سب کچھ ہوتا رہا پھر کافروں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ آقا جیؐ نے کچھ لوگوں کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی تھی۔ خود انتظار کر رہے تھے کہ خدا تعالیٰ کہیں تو جائیں پھر ایک رات اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ چھوڑ کر مدینہ جانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتے ہیں نا!

ان کو پتہ تھا کہ آج رات مکہ کے کافروں نے پروگرام بنایا ہوا ہے پیارے آقاؐ کے مکان کے گرد گھیرا ڈال لیں گے اور جب آپؐ صبح کی نماز پڑھانے کے لئے نکلیں یا اس سے بھی پہلے آپؐ کو جان سے مار دیں گے۔ ایک طرف تو دشمنوں

کے ارادے تھے اور دوسری طرف آپؐ کی سچائی اور امانت و دیانت پر اتنا بھروسہ تھا کہ اپنے مال بھی آپؐ کے پاس رکھوائے ہوئے تھے۔ اس زمانے میں بینک نہیں ہوتے تھے لوگ جو کچھ کماتے کسی ایسے شخص کے پاس رکھ دیتے جو سنبھال کر رکھتا پیارے آقاؐ کے پاس بھی مکہ والوں کا کافی سامان اور روپیہ تھا۔ باہر کافر آپؐ کے قتل کے طریقے سوچ رہے تھے۔ اندر پیارے آقاؐ اور حضرت علیؓ باتیں کر رہے تھے۔ آقا جیؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ دیکھو ہے تو بہت خطرے کی بات مگر مجبوری یہ ہے کہ میرے پاس بہت سے لوگوں کی امانتیں ہیں اگر ہم دونوں چلے گئے تو مکہ والے کہیں گے کہ ہمارا سامان لے کر بھاگ گئے اور میں نہیں چاہتا کہ ان کا مال ضائع ہو تم ایسا کرو کہ میرے بستر پر سو جاؤ میری طرح جیسے میں کپڑا اوڑھ کر سوتا ہوں۔ دشمن جھانک کر دیکھیں گے کہ بستر پر میں ہوں تو مطمئن رہیں گے۔ کہ ابھی ہم اسے قتل کر دیں گے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ دور نکل جاؤں گا صبح جب دشمنوں کو علم ہوگا کہ میرے بستر پر تم ہو تو تمہیں کچھ نہیں کہیں گے کیونکہ انہیں تو مجھ سے دشمنی ہے جب میں ہاتھ سے نکل گیا تو مارنے کا ارادہ ختم کر دیں گے۔

حضرت علیؓ نے پیارے آقاؐ کی یہ بات مان لی۔ کتنی بہادری کی بات تھی یہ علم تھا کہ دشمن تلواریں لے کر مارنے کے لئے کھڑے ہیں مگر آقاؐ کی محبت اور کہنا ماننے کی عادت تھی کہ ڈرے بھی نہیں اور ساری رات اس بستر پر سوئے رہے جس پر روزانہ آقا جیؐ سوتے تھے مگر اُس رات کے بعد آقا جیؐ مکہ سے مدینہ چلے گئے۔ اور وہ بستر خالی ہو گیا۔ صبح ہوئی تو دشمن قتل کرنے کے لئے اندر گھس آئے۔ چادر اُٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت علیؓ تھے۔ بہت غصے میں آئے اور علیؓ کو خوب مارا مارتے جاتے اور پوچھتے جاتے کہ بتاؤ محمدؐ کہاں گئے ہیں۔ مگر آپؓ نے زبان نہ کھولی۔ ایک لفظ نہ کہا اور سب کی امانتیں واپس کر کے مدینہ روانہ ہو گئے۔ مدینہ پہنچے تو

وہاں ایک عجیب منظر دیکھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم مکہ سے خالی ہاتھ آنے والوں کو مدینہ والوں کا بھائی بھائی بنا رہے تھے سب کو بھائی بھائی بنا چکے تو سب نے دیکھا کہ حضرت علیؓ رہ گئے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے پیار سے حضرت علیؓ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"علیؓ کو میں اپنا بھائی بناتا ہوں۔"

حضرت علیؓ مدینہ آکر بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے گھر پر ہی رہتے تھے ہجرت کو ڈیڑھ سال ہی ہوا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بہت پیاری لاڈلی چاند سی بیٹی کی شادی حضرت علیؓ سے کر دی۔ حضرت فاطمہؓ شہزادی تھیں اور حضرت علیؓ شہزادے لیکن یہ شادی بہت سادگی سے ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ کو ان کے ابّو امی نے ایک بستر ایک چادر دو چکیاں دو مٹی کے گھڑے ایک مشکیزہ اور ایک لکڑی کا پیالہ جہیز میں دیا۔ اور حضرت علیؓ نے اپنا جنگی لباس بیچ کر حضرت فاطمہؓ کو مہر دیا۔ یہ ایک طرح کا تحفہ ہوتا ہے جو دلہن کو دیا جاتا ہے۔ پھر مدینہ کے ایک انصاری نے آپؓ کو ایک مکان دے دیا۔ پھر حضرت علیؓ اپنی دلہن کے ساتھ اس مکان میں رہنے لگے۔ اس مکان میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لاتے تو بہت دعائیں دیتے دونوں آپؐ کو بہت پیارے تھے۔ پھر اللہ جی نے ان کو بہت پیارے پیارے بچے تین بیٹے اور دو بیٹیاں دیں۔ حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ حضرت زینبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ ایک بیٹا چھوٹا ہی فوت ہو گیا تھا۔

میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ حضرت علیؓ کی طاقت کا حال بتاؤں گی جوں جوں حضرت علیؓ بڑے ہوتے گئے آپؓ کا جسم خوب مضبوط ہوتا گیا۔ آپؓ کے بازوؤں میں بہت طاقت تھی۔ کُشتی میں آپؓ سے کوئی نہ جیت سکتا۔ گھوڑا دوڑانے نیزہ بازی، تیراندازی سب بہادری کے کاموں میں مکہ مدینہ میں آپ کا مقابلہ کوئی

نہ کر سکتا تھا۔ جب مسلمانوں کو جنگیں لڑنی پڑیں تو حضرت علیؓ نے بہت بہادری کے کارنامے دکھائے۔ غزدہ بدر، غزوہ احد میں خوب آگے بڑھ بڑھ کر کافروں کو مارا۔ جنگ خندق میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اپنی تلوار دی۔ آپ نے بڑے بڑے دشمنوں کو مار ڈالا اور اسلام کے جھنڈے کی حفاظت کی۔ یہودیوں کا خیبر پر بڑا مضبوط قلعہ تھا۔ قلعہ کہتے ہیں بڑی بڑی چوڑی دیواروں والے شہر کو۔ یہودی مسلمانوں کو تنگ کرتے اور قلعہ میں گھس کر بیٹھ جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کہا کہ آج میں ایسے بہادر مسلمان کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور اس کے رسولؐ سے پیار کرتا ہے۔ اگلی صبح یہ جھنڈا حضرت علیؓ کو ملا۔ حضرت علیؓ نے خدا کی دی ہوئی طاقت سے اسی دن خیبر کو فتح کر لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خوش ہوئے کہ حضرت علیؓ کو اللہ کا شیر کہنے لگے۔ ہجرت کے آٹھ سال بعد جب مکہ فتح ہوا تو خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے سارے بت چھڑی مار کر گرا دیئے گئے۔ ایک بُت بہت اونچا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کندھوں پر اٹھایا اور وہ بت حضرت علیؓ نے گرا دیا۔ جنگ تبوک کے دوران ایک ایسا واقعہ ہوا جسے ہمیں یاد رکھنا چاہیے۔ ہوا یوں کہ ایک دفعہ جنگ کے لئے ملک شام جانا تھا۔ کچھ دن تو لگ ہی جاتے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو کہا کہ جب میں چلا جاؤں تو تم سردار ہو گے۔ حضرت علیؓ کا دل تو آقاجی کے ساتھ جانے کو کرتا تھا اُداس ہو گئے۔ آقاجی نے فرمایا۔

"علیؓ تم غم نہ کرو حضرت موسیٰؑ سفر پہ جاتے ہوئے اپنے بھائی ہارون کو اپنی جگہ سردار بنا گئے تھے میں تمہیں سردار یعنی امیر بنا کر جا رہا ہوں۔ میرے بعد تم سب کام میری طرح کرنا فرق صرف یہ ہوگا کہ تم میرے بعد نبی نہیں ہو گے۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے مشورے لیا کرتے تھے۔ آپؓ کو فوجوں کا کمانڈر بنایا کرتے تھے۔ آپؓ کو علم سکھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اے علیؓ تم علم کا دروازہ ہو۔ پھر یہ محبت کرنے والا آقا اللہ جی کے پاس چلا گیا اور حضرت علیؓ جو پانچ چھ سال کی عمر سے ساتھ رہتے تھے تنہا رہ گئے۔ اُن کے تو ماں باپ ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے بہت یاد آیا کرتے تھے۔ آپؐ کا سلوک۔ آپؐ کا پیار اور آپؐ کا تربیت کا انداز سب کچھ آنکھوں کے سامنے آجاتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے۔ حضرت علیؓ نے ان کا ہر حکم بڑی فرمانبرداری سے مانا۔ پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت علیؓ سے پیار بھرا برتاؤ جاری رہا۔ مشورہ کرتے اور ساتھ ساتھ رہتے۔ پھر حضرت عثمانؓ تیسرے خلیفہ بنے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان کچھ کچھ باتیں ماننے میں سُست ہو گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے تک دشمنوں نے بہت سی غلط باتیں مسلمانوں میں مشہور کر دی تھیں۔ ہر طرف جھگڑے ہونے لگے۔ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ پھر حضرت علیؓ خلیفہ بنے۔ سارا وقت جھگڑوں کے فیصلے کرتے رہتے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دُعائیں کرتے کہ مسلمانوں پر رحم فرما۔ مگر مسلمان اپنے پیارے آقا کی باتوں کو بھولتے جا رہے تھے۔ آپ بار بار نصیحت فرماتے۔ پیار سے سمجھاتے آپس میں صلح کراتے مگر کامیابی نہ ہوتی۔ آخر ایک دن صبح کی نماز پڑھنے آپ مسجد آئے تو دشمن تلوار لے کر آپ کے پیچھے آگیا۔ آپؓ سجدہ میں گئے تو تلوار کا وار کیا۔ آپؓ شدید زخمی ہو گئے اور اسی رات فوت ہو گئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے تیس سال بعد یہ واقعہ ہوا۔ حضرت علیؓ شہید ہو گئے مگر آپ کی بہادری کی باتیں یاد کر کے آج بھی حیرانی ہوتی ہے۔ آپ کا دل چاہ رہا ہوگا کہ اب وہ ساری باتیں آپ کو سناؤں آپ

ایسا کریں کہ اپنے بڑوں سے یا لائبریری سے خلفائے راشدین کے متعلق آسان کتابیں لے کر پڑھیں اور ویسا ہی بننے کی کوشش کریں۔

خلافت راشدہ کی چند اہم تاریخیں:-

- حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا نام عبداللہ ابن قحافہ تھا۔
- آپ رضؓ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ھ میں خلیفہ بنے
- ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ پیر کے دن وفات پائی۔ عمر ۶۳ سال مدتِ خلافت ۲ سال ۳ مہینہ ۱۰ دن ہے۔
- حضرت عمر فاروق رضؓ کا نام عمر ابن الخطاب تھا۔
- آپ رضؓ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو خلیفہ بنے۔
- یکم محرم الحرام سنہ ۲۴ھ ہفتہ کے دن فوت ہوئے۔ عمر ۶۳ سال مدتِ خلافت ۱۰ سال ۶ ماہ۔
- حضرت عثمان غنی رضؓ کا نام عثمان بن عفان تھا۔
- آپ رضؓ محرم سنہ ۲۴ھ کو خلیفہ بنے
- ۱۸ ذی الحج سنہ ۳۵ھ جمعہ کے دن وفات ہوئی۔ عمر ۸۲ سال۔
- مدتِ خلافت چند دن کم ۱۲ سال

حضرت علی رضؓ ابن ابو طالب

- آپ رضؓ ذی الحج سنہ ۳۵ھ کو خلیفہ بنے۔
- ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ، اتوار کو وفات ہوئی،
- عمر ۶۳ سال مدتِ خلافت ۴ سال ۹ ماہ

قدرتِ ثانیہ

آپ کو علم ہے کہ خدا تعالٰے اپنے نبی کب بھیجتا ہے۔ جب کسی زمانے کے لوگوں میں بہت سی برائیاں آ جائیں اسی طرح ہمارے زمانے میں ہوا مسلمان اسلام کو بھول گئے تھے اور بہت سی غلط باتوں کا نام اسلام رکھ لیا تھا اللہ تعالیٰ نے دینِ حق کی اصل تعلیم سکھانے کے لئے "حضرت مسیح موعود و مہدی موعود" (آپ پر سلامتی ہو) کو بھیجا۔ آپ کے ذمّے بہت بڑا کام تھا۔ بڑی ہمت، بہادری اور محنت سے آپ اپنی ساری زندگی یہ پاک کام کرتے رہے مگر انسان کو ایک دن خدا کے پاس جانا ہی ہوتا ہے پھر آپ کی وفات کے بعد سارے کام جو آپ شروع کر گئے تھے کون پورے کرتا اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک طریقہ بنایا اور اس طریقے کا نام "قدرتِ ثانیہ" رکھا۔ قدرتِ ثانیہ کا مطلب ہے کہ دوسری قدرت پہلی قدرت تو نبی کا تشریف لانا ہوتا ہے اور دوسری قدرت اس کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے خلیفہ مقرر کرنا۔ ساری جماعت کو ایک جگہ اکٹھا رکھنے اور ان کو اچھا بنانے کے کام کرنے اور دوسرے لوگوں کو خدا تعالٰے کا پیغام دینے کے لئے قدرتِ ثانیہ بہت بڑی برکت اور رحمت ہے۔

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے بعد جو آپ کے خلیفہ منتخب ہوئے اُن کا نام "**حکیم مولانا نورالدین صاحب**" (اللہ آپ سے راضی ہو) تھا۔ آپ بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ بچو! ان کو علم حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ سارا وقت کتابیں

پڑھنے اور بہت پڑھے لکھے استادوں سے علم حاصل کرنے میں گزارتے جہاں کہیں سے سنتے کہ بہت پڑھا لکھا آدمی موجود ہے۔ اُس سے پڑھنے کے لئے لمبے لمبے سفر کرتے بڑی مشکلیں برداشت کرتے بھوکے پیاسے رہتے مگر بڑی بڑی کتابیں پڑھتے ان کتابوں سے اُن کو پتہ لگ گیا تھا کہ قرآن اور حدیثوں میں جو مہدی کی آمد کا لکھا ہے وہ اسی زمانے میں آئے گا آپ نے حج ادا کیا اور مکہ اور مدینہ میں کئی سال رہے۔ واپس اپنے وطن بھیرہ آئے یہاں سے جموں وکشمیر گئے اور وہاں کے راجہ کے طبیب (ڈاکٹر) مقرر ہوئے۔ پھر آپ کو قادیان کے مرزا غلام احمد (آپ پر سلامتی ہو) کی بابت علم ہوا کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا مجھ سے باتیں کرتا ہے اور میں ہی مہدی مسیح ہوں تو فوراً مان لیا اور سب سے پہلے جماعت میں شامل ہوئے۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو آپ سے بیحد محبت تھی۔ بھیرہ سے قادیان بلا لیا آئے تو کچھ دنوں کے لئے مگر پھر حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی خواہش کے مطابق سب کچھ بھیرہ میں چھوڑ چھاڑ قادیان میں رہنے لگے۔ آپ کو طبیب ہونے کی وجہ سے لوگوں کی خدمت کا بہت موقع ملا اتنے نیک تھے کہ سارا وقت نماز، قرآن پڑھنے پڑھانے اور حدیث پڑھانے اور لوگوں کو دوائیں دینے میں گزرتا۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے حکم پر شوق سے عمل کرتے اسی لئے وہ ان کو صدیق کہتے۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے فوت ہو جانے کے بعد پہلے خلیفہ بنے۔ آپ کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پیار تھا۔ خدا تعالیٰ بھی آپ سے پیار کرتا آپ کی دعاؤں کو سنتا اور آپ کی ہر ضرورت کو پورا فرماتا۔ جو اللہ کو خوش کرنے کے لئے ہر وقت اچھے کام کرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے۔ آپ چھ سال خلیفہ رہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔

حضرت حکیم نورالدین کے بعد حضرت "مرزا بشیرالدین محمود احمد" جماعت کے دوسرے خلیفہ بنے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے بہت دعائیں کیں۔ آپ کو تو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو سنا اور خوشخبری دی کہ آپ کو بہت حسین پیارا صالح بیٹا دیں گے۔ اس خوبصورت بچے کے خدا تعالےٰ نے کئی نام رکھے بشیر، محمود، فضل عمر، مصلح موعود اور بھی بہت سے نام تھے۔ ان ناموں کا مطلب تھا کہ آپ بڑے ہو کر دین کے لیئے بہت کام کریں گے۔ اللہ پاک جس بات کی پہلے خبر دیں اس کو پیش گوئی کہتے ہیں ایک پیارے ذہین سمجھدار جلدی جلدی سب کچھ سیکھنے والے بیٹے کے متعلق جو باتیں اللہ پاک نے بتائی تھیں وہ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے ایک چھوٹی سی سبز رنگ کی کتاب میں لکھ دیں۔ پھر یہ بچہ محمود احمد اپنی پیاری امی حضرت نصرت جہاں بیگم اور اپنے پیارے ابو حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی گودوں میں بڑی اچھی اچھی باتیں سیکھ کر بڑا ہوا۔ شروع میں صحت اتنی اچھی نہ تھی۔ حضرت حکیم نورالدین (اللہ آپ سے راضی ہو) سے دینی تعلیم پائی۔ مکہ جا کر حج کیا جب آپ کے ابو فوت ہوئے تو آپ کی عمر کم تھی مگر سمجھدار بہت تھے۔ آپ نے وعدہ کیا کہ آپ اپنی زندگی حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے کاموں کو آگے بڑھانے میں گزاریں گے۔ ۱۹۱۴ء میں آپ جماعت کے دوسرے خلیفہ چنے گئے۔ پھر اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق جماعت کی ترقی کے بہت سے کام کئے۔ بہت سے دفتر قائم کئے، اسکول کالج بنائے۔ بہت سی کتابیں لکھیں قرآن مجید کے مطلب لکھے بہت لمبی لمبی تقریریں کیں جب پاکستان بنا تو ہمیں قادیان چھوڑ کر آنا پڑا۔ خدا تعالیٰ نے پاکستان میں ہمیں ربوہ دے دیا۔ ربوہ پہلے ایک اونچے نیچے میدان کی طرح تھا۔ حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے اسے بہت اچھا

شہر بنا دیا دنیا کے کئی ملکوں میں احمدیوں کو بھیجا کہ وہاں جا کر بتائیں کہ جس مسیح کو آنا تھا وہ آ گیا ہے۔ دوسرے ملکوں میں بیوت الحمد بنوائیں جیسے ہم اردو بولتے ہیں ویسے دوسرے ملکوں میں دوسری زبانیں بولی جاتی ہیں کئی دوسری زبانوں میں قرآن پاک کے ترجمے کروائے۔ آپ نے بہت محنت سے کام کیا دُنیا میں احمدیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی پھر ایسا ہوا کہ بہت زیادہ محنت کرنے سے آپ کی صحت کمزور ہوگئی پھر ایک دفعہ دشمن نے چاقو سے حملہ کر دیا اس سے بھی کمزوری ہوگئی آخر کار حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) اور ساری جماعت کا یہ پیارا مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) اپنے خدا کے پاس چلا گیا۔ صدی سو سال کو کہتے ہیں اس میں سے ساڑھے اکیاون سال یعنی آدھی صدی حضرت مصلح موعود خلیفہ رہے اور جماعت کو بہت آگے بڑھایا۔ خدا آپ کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

خدا تعالیٰ جن کاموں کو شروع کرتا ہے وہ تو چلتے رہتے ہیں۔ ہماری جماعت اس دن بہت اداس تھی۔ مگر خدا تعالیٰ نے ساری جماعت کو ایک تحفہ دے کر خوش کر دیا اور یہ تحفہ تھا ایک مسکرانے والا بچوں کو پیار کرنے والا خلیفہ "حضرت مرزا ناصر احمد" (نور اللہ مرقدہ) جو حضرت مسیح موعود کے بعد تیسرے خلیفہ بنے آپ حضرت مصلح موعود کے بڑے بیٹے تھے۔ آپ نے تیرہ سال کی عمر میں سارا قرآنِ کریم یاد کر لیا تھا جب بڑے ہوئے تو لندن جا کر تعلیم حاصل کر لی۔ قرآن کریم اور دین کی بے شمار کتابیں پڑھ لیں اور خدا تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ میں ساری زندگی دین کے کام کروں گا۔ آپ ربوہ میں کالج کے پرنسپل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو پہلے ہی سے بتایا ہوا تھا کہ ایک بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا بڑا آدمی بنے گا۔ اللہ پاک نے اپنے وعدے پورے کیے اور ہماری جماعت کو تیسرے خلیفہ ملے۔ آپ کو پتہ ہے کہ جب کوئی بچہ پاس ہوتا ہے تو حضور کو خط لکھتا ہے یہ حضرت مرزا ناصر احمد ہی نے تو کہا تھا تاکہ

بچے خوب شوق سے پڑھیں اور جب اچھے نمبر لے کر پاس ہوں تو حضور کو خط لکھیں آپ کو طالب علموں سے بڑا پیار تھا۔ اسی لئے آپ کہتے کہ جو بچہ ذہین ہو اُسے خوب پڑھاؤ اور ذہین بنانے کے لئے سویا بین کھانے کو کہا۔ آپ نے دیکھا کہ جماعت کو بنے ہوئے سو سال ہونے والے ہیں تو اُس کے لئے خوشی منانے کا پروگرام بنایا جس کو "صد سالہ جوبلی پروگرام" کہتے ہیں اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی جماعتوں کا خوشی منانا یہ ہوتا ہے کہ وہ اچھی اچھی باتیں سیکھیں۔ اچھی باتیں بولیں اچھی باتیں پڑھیں اور اچھی باتیں دوسروں کو سکھائیں۔

حضرت مرزا ناصر احمد کے بعد خدا تعالےٰ نے ہمیں ایک اور نعمت دی۔ ہمیں ایک اور امام دیا۔ ہمارے موجودہ پیارے امام "حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد" ہیں۔ یہ بھی حضرت مصلح موعود کے بیٹے ہیں آپ نے ربوہ اور لندن سے تعلیم حاصل کی۔ جب آپ چھوٹے سے تھے گھر میں ہر وقت دینی باتیں سنتے آپ کی والدہ حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہ مرحومہ لجنہ کا بہت کام کرتیں۔ ان کے گھر پر ہی اجلاس ہوتا آپ کو بچپن ہی سے جماعت کی خدمت کا شوق ہو گیا۔ آپ اپنا سارا وقت لوگوں کے کاموں اور جماعت کی خدمت میں گزارتے۔ دراصل آپ کو ہومیو پیتھی جو چھوٹی چھوٹی میٹھی دوائی کی گولیاں ہوتی ہیں کا عِلم آتا ہے۔ آپ کے پاس مریض آتے تھے آپ ان کا علاج کرتے۔ غریبوں کی خدمت کر کے خوش ہوتے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام بنایا۔ آپ نے اپنے امام کو دیکھا ہو گا۔ چہرے پر خدا کی محبت کا نور ہے اور عِلم تو اتنا ہے کہ بے حساب۔ بچّو! آپ کو علم ہے کہ آج کل ہمارے امام ہم سے بہت دُور لندن میں رہتے ہیں۔ ہم بھی اداس ہیں اور وہ بھی اداس ہیں ہم کو چاہیئے کہ ہم دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت اور

تندرستی دے اور آپ کے ساتھ ہمیں جماعت کی بہت سی ترقیاں دکھائے۔ ہمارے حضور جو دین کی باتیں سکھانے کے لئے ہمیں خطبے دیتے ہیں۔ سوالات کے جوابات دیتے ہیں اور یہ باتیں ہم M.T.A پر حضور کو دیکھتے ہوئے سنتے بھی ہیں۔ ان کے کیسٹ بھی آتے ہیں تو انہیں غور سے سنیں اور اُنکی باتوں پہ عمل کریں۔

آپ کے لئے ان کا پیغام آیا ہے کہ آپ نماز قائم کریں، بالکل جھوٹ نہ بولیں، والدین کی خدمت کریں۔ جب آپ حضور کے لئے دعا کریں تو یہ کہیں کہ خدایا حضور کے ارادوں میں برکت دے ہمیں ان کی پسند کے کاموں کی توفیق دے۔ آمین۔

قدرتِ ثانیہ کی چند اہم تاریخیں۔

۱۔ قدرتِ ثانیہ کی ابتداء	۲۷ مئی ۱۹۰۸ء
۲۔ اخبار "الفضل" کا اجراء	۱۹ جون ۱۹۱۳ء
۳۔ مدتِ خلافتِ اُولیٰ	۵ سال ۹ ماہ ۱۸ دن
۴۔ خلافتِ ثانیہ کی ابتداء	۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء
۵۔ جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ کی بنیاد	۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء
۶۔ مدتِ خلافتِ ثانیہ	۵۱ سال ۷ ماہ ۲۵ دن
۷۔ خلافتِ ثالثہ کی ابتداء	۸ نومبر ۱۹۶۵ء
۸۔ بیت بشارت اسپین کا سنگِ بنیاد	۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء
۹۔ مدت خلافتِ ثالثہ	۱۷ سال ۷ ماہ
۱۰۔ خلافتِ رابعہ کی ابتداء	۹ جون ۱۹۸۲ء
۱۱۔ پاکستان سے ہجرت بمقام لنڈن	۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء
۱۲۔ عالمی جلسہ سالانہ	دسمبر ۱۹۹۲ء

نظامِ جماعت

جماعتِ احمدیہ ایک صدر انجمن پر مشتمل ہے جو حضرتِ اقدس مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے زمانے میں ہی قائم فرما دی گئی تھی اور نظامِ خلافت کے تابع یہ صدر انجمن احمدیہ زیادہ تر ہندوستان اور پاکستان کے مسائل سے نپٹتی اور پاکستان اور ہندوستان میں جماعت احمدیّہ پر عائد کی جانے والی ذمہ داریوں کو ادا کرتی ہے۔ اس کے بہت سے شعبے ہیں۔ مثلاً شعبۂ مال، شعبہ اصلاح وارشاد، شعبۂ تربیت، شعبۂ تصنیف، شعبۂ امور عامہ، شعبۂ امور خارجہ۔ غرضیکہ اور بھی بہت سے شعبے ہیں جن پر یہ انجمن مشتمل ہے اور ان سب کی آگے شاخیں ہر جماعت کے اندر پائی جاتی ہیں۔ اور جس طرح صدر انجمن احمدیّہ کا مرکزی نظام ہے ویسے ہی تمام ہندوستان اور پاکستان کی جماعتوں میں اسی قسم کا نظام چھوٹے پیمانے پر منعکس ہوتا ہے۔ پھر تحریک جدید انجمن احمدیہ ہے جس کا تعلق زیادہ تر پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ دنیا کی باقی جماعتوں سے ہے اور اس کے بھی مختلف شعبے ہیں اور جس طرح صدر انجمن احمدیہ کے شعبے مختلف جماعتوں میں منعکس ہوتے ہیں اُسی طرح تحریکِ جدید کے شعبے آج دُنیا کے ۱۴۲ ممالک مختلف شہروں اور دیہات اور علاقوں میں پھیلی ہوئی جماعتوں میں منعکس ہوتے ہیں اور اسی طرح کی چھوٹی چھوٹی انجمنوں کی شکلیں ہر شہر ہر گاؤں اور ہر علاقے میں ظاہر ہوتی ہیں۔ پھر انجمن وقفِ جدید ہے جس کا زیادہ تر تعلق دیہاتی جماعتوں سے ہے۔ اور ان کے

فلاحی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈسپنسریاں بھی قائم کی جاتی ہیں۔ تعلیم کے انتظام کئے جاتے ہیں۔ چھوٹے پیمانے پر معلمین جو بہت زیادہ علم تو نہیں رکھتے لیکن وقف کا جذبہ رکھتے ہیں۔ خدمت دین کی روح رکھتے ہیں وہ دیہات میں پھیل جاتے ہیں اور جماعتوں کی اخلاقی حالتوں پر نظر رکھتے ہیں اُن کی روحانی حالتوں پر نظر رکھتے ہیں اُن کے روزمرّہ کے شریعت کی پابندی کے امور پر نظر رکھتے ہیں اور جہاں تک اُن کا بس چلتا ہے وہ اُن کو ہر پہلو سے آگے بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح مجلس انصار اللہ ہے جو چالیس سال سے لے کر آخری عمر تک یعنی آخری سانس تک پھیلے ہوئے زمانے سے تعلق رکھنے والے احمدیوں پر مشتمل ہے اور اس کے پھر بہت سے شعبے ہیں اور اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ ہے جو پندرہ سال سے لے کر چالیس سال تک کے زمانے میں پھیلے ہوئے احمدی نوجوانوں سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے بھی آگے بہت سے شعبے ہیں اور پھر مجلس اطفال الاحمدیہ ہے جو سات سال سے لے کر پندرہ سال تک کی عمر کے بچوں سے تعلق رکھتی ہے اور اُس کے بھی بہت سے شعبے ہیں اور پھر لجنہ اماء اللہ ہے جو پندرہ سال سے اوپر خواتین سے تعلق رکھتی ہے اور پھر مجلس ناصرات الاحمدیّہ ہے جو سات سال سے پندرہ سال تک کی عمر کی بچیوں سے تعلق رکھتی ہے اور یہ سب مختلف شعبوں میں بٹی ہوئی انجمنیں ہیں اور یہ سارا نظام تمام دنیا میں جہاں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے اس کی ہر شاخ میں منعکس ہوتا ہوا دکھائی دے گا۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۲/اگست ۱۹۸۹ء)

نوٹ: اب جماعت ۱۶۰ ممالک میں موجود ہے۔ الحمدللہ (۱۹۹۷ء) اور تعداد ۱۵ ملین سے زیادہ ہو چکی ہے۔

ناصراتُ الاحمدیّہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ مَیں اِقرار کرتی ہُوں کہ اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لئے ہر وقت تیّار رہوں گی اور سچّائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی ۔

اطفالُ الاحمدیّہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ مَیں وعدہ کرتا ہُوں کہ دینِ اسلام اور احمدیّت، قوم اور وطن کی خدمت کے لئے ہر دم تیّار رہوں گا۔ ہمیشہ سچ بولُوں گا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے تمام حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا ۔

الہامات حضرت مسیح موعود

(آپ پر سلامتی ہو)

١۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ (تذکرہ صفحہ ۴۵)

ترجمہ :- ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی۔ اور جس نے تعلیم پائی

۲۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزّت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کردوں گا۔ اور تیری محبّت دلوں میں ڈال دوں گا۔

(تذکرہ صفحہ ۱۸۴)

۳۔ عشقِ الٰہی وسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی (تذکرہ صفحہ ۴۷۱)

۴۔ امن است درمقامِ محبت سرائے ما۔

(تذکرہ صفحہ ۵۴۲)

5 I love you - I shall give you a large party of Islam (Tazkara Page 103)

کُتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سے دس کے نام

۱۔ حقیقت المہدی سنہ ۱۸۹۹ء
۲۔ تریاق القلوب سنہ ۱۹۰۲ء
۳۔ اعجاز احمدی سنہ ۱۹۰۲ء
۴۔ نزولِ مسیح سنہ ۱۹۰۲ء
۵۔ نسیم دعوت سنہ ۱۹۰۳ء
۶۔ لیکچر لاہور سنہ ۱۹۰۴ء
۷۔ تجلیاتِ الٰہیہ سنہ ۱۹۰۶ء
۸ حقیقۃ الوحی سنہ ۱۹۰۷ء
۹۔ چشمۂ معرفت سنہ ۱۹۰۸ء
۱۰۔ مسیح ہندوستان میں سنہ ۱۹۰۸ء

قصیدہ کے تین اشعار

يَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْإِحْسَانِ

اے	آفتاب	ملک	حُسن	اور	احسان	٣

اے ملکِ حُسن و احسان کے آفتاب

نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَ الْعُمْرَانِ

آپ نے روشن کر دیا	مُنھ	خشکی (جنگل)	اور	آبادی

آپ نے خشکی اور آبادی کا منھ روشن کر دیا یعنی آپ نے نورِ ہدایت سے جنگلوں اور آبادیوں میں رہنے والے گمراہوں کو ہدایت دی

قَوْمٌ رَأَوْكَ وَ أُمَّةٌ قَدْ أُخْبِرَتْ

قوم	آپ کو دیکھا	اور	جماعت	بیشک	خبر دی گئی	٤

آپکو ایک قوم نے دیکھا اور ایک جماعت نے یقیناً اس چاند (آپ) کے متعلق (خوشکن) خبر سنی!

مِنْ ذٰلِكَ الْبَدْرِ الَّذِيْ أَصْبَانِيْ

سے	یہ	چاند (چودھویں رات کا)	جس نے	مجھے اپنا فریفتہ بنایا ہے

جس نے مجھے اپنا دیوانہ اور فریفتہ بنالیا ہے!

يَبْكُوْنَ مِنْ ذِكْرِ الْجَمَالِ صَبَابَةً

وہ روتے ہیں	سے	یاد	جمال	عشق	٥

وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی عشق و محبت کی وجہ سے آپ کے حُسن و جمال کو یاد کر کے روتے ہیں

وَ تَأَلُّمًا مِنْ لَوْعَةِ الْهِجْرَانِ

اور	دکھ	سے	جلن	جُدائی

اور حضورؐ کی جُدائی سے (اپنے دِلوں میں) جلن اور دکھ محسوس کرتے ہیں

حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم

بچّہ ۔ امی جان سب لوگ کہتے ہیں ۔ کہ ہم پیارے آقا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیار کرتے ہیں مگر مجھے لگتا ہے کہ سب سے زیادہ مجھے اُن سے پیار ہے ۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ سب لوگ اتنا ہی پیار کرتے ہوں ۔

ماں :۔ خدا کرے کرتے ہوں ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کیوں پیارے لگتے ہیں

بچّہ :۔ جب میں ان کے حالات پڑھتا ہوں ۔ جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم میں تقریریں سنتا ہوں اور آپ واقعات سناتی ہیں ۔ تو مجھے اس طرح لگتا ہے ۔ کہ وہ آپ اور ابو جان سے بھی زیادہ ہیں

ماں :۔ مجھے آپ کی یہ بات بہت پسند آئی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے ماں باپ سے بھی بڑھ کر پیار کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھی سب سے زیادہ محبوب تھے ۔

بچّہ :۔ کلمہ میں بھی اللہ تعالےٰ اور محمد رسول اللہ کا نام ساتھ آیا ہے ۔ اور دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے ۔ میں بھی اللہ اور رسول پر ایمان لاتا ہوں پھر میرے دوست کیوں کہتے ہیں ۔ کہ تم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں مانتے تم ان کو خَاتَم النَّبِیّین نہیں مانتے ۔ خَاتَم النّبیّین کا مطلب کیا ہے ؟

ماں :۔ آئیے میں آپ کو اچھی طرح سمجھا دوں کہ خَاتَم النبیّین کا مطلب کیا ہے ؟ اور

یہ کہ آپ کے دوستوں کو یہ غلط فہمی کیوں ہے۔ کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیین نہیں مانتے تاکہ آپ کا دل مطمئن ہو اور آپ دوستوں کو بھی اچھی طرح صحیح مطلب سمجھا سکیں۔

بچہ:۔ قرآن پاک سے بات شروع کیجئے گا۔

ماں:۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صفاتی نام بتائے ہیں جن میں سے ایک خاتم النبیّن بھی ہے۔ میں آپ کو ایک آیت سناتی ہوں سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (الاحزاب: ۴۱)

اس کا ترجمہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تم مردوں میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

بچہ:۔ یہ تو اس طرح لگتا ہے کہ یہ آیت کوئی خاص بات سمجھانے کے لئے نازل ہوئی ہو۔

ماں:۔ بالکل صحیح! واقعہ یہ ہوا تھا۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور اُن کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کر دی تھی۔ لیکن دونوں کا مزاج نہ ملا۔ حضرت زیدؓ نے اُن کو طلاق دے دی۔ کچھ عرصہ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زینبؓ سے شادی کر لی۔ مخالفین کو ایک موقع ہاتھ آ گیا۔ شور کرنے لگے کہ آپؐ نے اپنی بہو سے شادی کر لی جو منع ہے۔ مخالفین کے اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس طرح دیا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کسی مرد کے باپ نہیں" یعنی آپ کا کوئی حقیقی بیٹا نہیں۔ منہ بولا بیٹا جسے متبنّٰی کہتے ہیں۔

حقیقی بیٹا نہیں ہوتا۔ عربوں میں اس طرح بیٹا بنا لینے کا رواج تھا۔ اللہ پاک نے مسئلے کی پوری وضاحت کے لئے اپنی مرضی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت زینبؓ سے کرائی تاکہ بات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔

بچہ :۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تو تھے۔

ماں :۔ اللہ پاک نے آپ کو چار بیٹے عطا فرمائے تھے۔ طاہر، قاسم، طیب اور ابراہیم مگر سب بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ مخالفین اس پر بھی اعتراض کرتے تھے۔ اس کا جواب اس آیت میں ہے کہ آپ کے بیٹے بچپن میں فوت ہو گئے تو کیا ہوا۔ آپ کو روحانی اولاد عطا کی گئی ہے یعنی آپؐ نبیوں کے باپ ہیں۔ اور سارے نبی، سارے نیک لوگ، قطب، ولی، ابدال، خلفاء اور انبیاء آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ اور یہ ایسی اولاد ہے جو اللہ پاک آپ کو عطا کرتا رہے گا۔

بچہ :۔ اس میں خاتم النبیین کا ذکر تو آیا ہی نہیں۔

ماں :۔ خاتم کا لفظ ت پر زبر کے ساتھ ہے۔ یہ عربی کا لفظ ہے اس کا مطلب عربی ڈکشنریوں میں مُہر اور انگوٹھی لکھا ہے۔ خاتَم اردو یا پنجابی کا لفظ نہیں ہے جس کا ترجمہ "ختم کرنے والے" ہو۔ اگر یہ مطلب لیں تو اس طرح تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دوہرا اعتراض ہو جاتا کہ نہ آپ کی جسمانی اولاد ہے نہ روحانی۔ کیونکہ آپ تو نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اس کے برعکس مُہر ایک اتھارٹی کا سمبل ہے۔ اعلیٰ افسر کے تصدیق کرنے کا نشان۔ کوئی خط ہو اگر اس کے نیچے اعلیٰ افسر کی مہر لگی ہو تو وہ اہم ہو جاتا ہے۔ ورنہ عام کاغذ، پاسپورٹ کے آخر پر "خاتم" کا لفظ اسی مفہوم میں

استعمال کیا گیا ہے۔ اس طرح خاتم النبیین کا ایک مطلب یہ ہوا کہ آپ ایسی مہر ہیں جو نبیوں کی تصدیق کرتی ہے یعنی آپ کے اتھارٹی سمبل کے بغیر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

انگوٹھی بھی مہر کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اس سے خوبصورتی ہوتی ہے چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو خوبصورتی مل گئی۔ نبیوں کو زینت مل گئی۔ انبیاء کو زینت دینے والے یعنی ان کی تصدیق کرنے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم خاتم کے معنی لیتے ہیں کہ اُن پر نبوت کے کمالات ختم ہو گئے۔ نبوت کے ذریعہ جو کچھ کسی کو عطا ہو سکتا ہے وہ سب کچھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیا گیا۔ شریعت مکمل ہو گئی۔ اس پر نہ کچھ بڑھ سکتا ہے اور نہ کم ہو سکتا ہے۔

بچہ:۔ اس سے تو سارا مفہوم واضح ہو گیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دو بالا ہو گئی۔

ماں:۔ سارے قرآن پاک میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل و اکمل شان بیان کرنے کے لئے یہ بہترین آیت ہے۔ اور ایک دوسری آیت اس بات کو سورج کی طرح روشن کر دیتی ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ : ۴)

اس کا مطلب اس طرح ہے کہ "آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمام تر نعمت تمہیں دے دی۔ اور تمہارے دین اسلام پر میں راضی ہو گیا۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر شریعت مکمل ہوگئی۔ آپ بہترین، افضل ترین نبی یعنی خاتم الانبیاء تھے۔ اور ویسے بھی لفظ آخر مقام کے لحاظ سے فضیلت اور کمال کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ ہر زبان میں محاورۃً استعمال ہوتا ہے

جیسے پنجابی میں کہتے ہیں۔ اودے تے گل مک گئی۔ انگلش میں کہتے ہیں۔ HE IS THE LAST OF THING اور اردو میں بھی کہتے ہیں کہ اس کی بات حرفِ آخر ہے یعنی اس نے جو بات کی وہ اپنے مطالب اور کمال کے لحاظ سے آخری سمجھی جائے گی اور اسی بات کو سمجھانے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے متعلق فرمایا تھا کہ میری یہ مسجد آخری مسجد ہے اور میں آخری نبی ہوں یعنی مقام کے لحاظ سے آخری۔ اسی لئے ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے استعمال ہونے والے لفظ خاتم کا مطلب THE BEST کہتے ہیں۔ کیونکہ یہی ان کی شان کے مطابق ہے اور اسی سے آپ کی فضیلت دوسرے تمام انبیاء پر ظاہر ہوتی ہے۔

بچہ کیا لفظ خاتم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی استعمال کیا۔ انہوں نے کن معنوں میں استعمال کیا تھا۔

ماں :۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنی تخلیق کے ابتدائی مراحل میں تھا۔“

اسی طرح اپنے چچا کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہو اور میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔

اگر لفظ خاتم کا مطلب صرف آخری تھا۔ تو پھر کسی نبی کے آنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی اور اسی طرح کسی کے ہجرت کرنے کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔ اب جن معنوں میں کسی کی بات کو آخری ۔مسجد نبوی کو آخری لیں گے۔اسی طرح مقام نبوت کو آخری لیں گے کیونکہ جہاں ہزاروں مساجد تعمیر ہوئی ہیں وہاں سینکڑوں لوگوں نے ہجرت بھی کی ہے اور سب لوگ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔

بچہ :۔ نبی تو ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے۔اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ اس لفظ کا مطلب آخری ہرگز نہیں۔

ماں :۔ یہی آپ کو سمجھانا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ لفظ ایک اور جگہ استعمال فرمایا۔حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میں خاتم الانبیاءؑ ہوں اور تم خاتم الاولیاء ہو۔

لفظ خاتم COMMON FACTER ہے مشترک ہے۔اگر اس کا مطلب آخری لیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت علیؓ بھی آخری ولی تھے۔اب دنیا میں کوئی ولی نہیں آئے گا۔دنیا کسی ولی کا منہ آئندہ نہ دیکھ سکے گی۔ایسا نہیں ہوا بے شمار ولی آئے۔اس کا مطلب ہے کہ لفظ خاتم کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے آخری کے معنوں میں استعمال نہیں فرمایا۔بہترین کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔

بچہ :۔ خاتم بہترین کے معنوں میں کہیں اور بھی استعمال ہوا ہے؟

ماں :۔ عام استعمال ہوتا ہے۔ بہترین شاعر کو خاتم الشعراء کہتے ہیں۔ بہترین طبیب کو خاتم الاطباء کہتے ہیں۔ ہر جگہ بہترین کے معنوں میں آتا ہے۔

بچہ :۔ میں سمجھ گیا آپؐ بہترین نبی ہیں نہ کہ نبیوں کو ختم کرنے والے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

ماں :- ایک بہت آسان ساطریق بتاتی ہوں اگر کسی جگہ کوئی بادشاہوں کا سلسلہ رہا ہو تو کیا آخری بادشاہ کے لئے جس کے بعد کوئی بادشاہ نہ آیا ہو خاتم السلاطین کہیں گے ؟ نہیں خاتم السلاطین بادشاہوں کے سلسلے کے بہترین بادشاہ کو کہیں گے۔

بچہ :- LAST OF THE KINGS آخری ہونا تو کوئی اعزاز نہیں۔ میں سمجھ گیا آپ افضل ترین نبی ہیں نہ کہ نبیوں کو ختم کرنے والے کہ آپؐ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔

ماں :- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد کبھی بھی کوئی نبی نہیں آسکتا بلکہ آپ نے اپنے پیارے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے بعد فرمایا تھا۔ اگر یہ بچہ زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔

بچہ :- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا تھا۔ لَا نَبِيَّ بَعْدِي میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ماں :- جب ایک ہی پیارے منہ سے نکلنے والے دو جملے آپ کے سامنے ہیں۔ تو ہمیں سوچنا پڑے گا۔ کہ جب یہ کہا جائے کہ" ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا" اور" میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔" تو اس کا کوئی مطلب ہوگا جس کے سمجھنے میں ہمیں غلطی لگی ہے۔ یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سمجھ گئیں۔ فرماتی ہیں۔

قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

(درمنثور جلد ۵ صٓ ۲۰۴)

یہ تو کہو کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں لیکن یہ نہ کہو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد کوئی نبی نہیں ۔

اب یا تو اُمت میں سے کوئی ایسا عالم تلاش کریں جس کا علم حضرت عائشہ رضؓ سے زیادہ ہو یا یہ معنی مان لئے جائیں ۔ اور سوچنا چاہیئے کہ لبعد کا مفہوم کیا ہے ۔ اُمت کے علماء نے تیرھویں صدی تک لبعد سے مراد میرے خلاف ، مجھے چھوڑ کر ، میری شریعت سے ہٹ کر کئے ہیں ۔ اب یہ بات واضح ہوگئی ۔ کہ کوئی نبی نہیں آئے گا جو میرے خلاف ہو ۔ مجھے چھوڑ کر

آئے میری شریعت سے ہٹ کر آئے اور قرآنِ کریم نے اس بات کی وضاحت کی ہوئی ہے ۔ سورۃ جاثیہ کے شروع میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کے (یعنی ان کو چھوڑ یا علاوہ ہٹ کر) وہ کس چیز پر ایمان لائیں گے ۔

جو یہاں قرآن میں لبعد کے معنی ہیں وہی حدیث میں ہوں گے اور پھر یہ بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لبعد آنے والے کی خبر بھی دی (نتیجہ یہ نکلا کہ میرے لبعد کوئی شرعی نبی نہیں ہوگا جیسے بیسیوں علماء مانتے ہیں ۔ میرے

فوراً لبعد کوئی نبی نہیں ہوگا ۔ اس لئے کہ آپ نے خلافت کی پیشگوئی بھی فرمائی تھی ۔

میرے لبعد اس شان کا نبی نہیں ہوگا ۔

میری اتباع کے بغیر نبی نہیں ہوگا اور اس کی تائید قرآن کریم بھی کرتا ہے)

بچہ :- اس کا مطلب ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور ماننے والوں میں نبی آسکتا ہے جو اُن کے دین کو پھیلائے ۔

ماں :- اُمید ہے اب آپ کے ذہن میں کوئی اُلجھن نہیں رہی ہوگی میں خلاصہ کرکے ایک دفعہ پھر آپ کو سمجھا دیتی ہوں ۔

قرآن پاک میں لفظ خاتم النبیین جہاں استعمال ہوا ہے وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے کہ آپ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ مگر روحانی اولاد رکھتے ہیں۔ نبیوں میں سے افضل ترین ہیں۔ آپ پر مکمل شریعت نازل کی گئی۔

جتنے بھی کمالات نبوت کے ہو سکتے ہیں آپ میں جمع ہیں آپ کی اطاعت اور غلامی میں آپ کی روحانی اولاد دین کی اصلاح اور خدمتِ دین کا کام رہتی دنیا تک کرتی رہے گی۔

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

بچہ: جزاکم اللہ اب میری سمجھ میں پوری بات آگئی۔ میں اپنے دوستوں کو بھی سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ آپ بھی دعا کریں کہ وہ بھی اس مسئلہ کو بہتر طور پر جان لیں۔

ماں: ضرور خدا کرے کہ ہر مسلمان اس مسئلہ کو بہتر طور پر سمجھ جائے۔ آؤ درود شریف پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صل علی محمد و آل محمد و بارك وسلم انك حمیدٌ مجید۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات

بچہ :۔ آپ ہر مسئلے پر سب سے انوکھی بات بتا دیتی ہیں۔ جسے اسکول میں بھی کوئی نہیں مانتا۔ مثلاً میں کہتا ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے۔ تو کوئی بھی میری بات نہیں مانتا۔ نہ عیسائی نہ مسلمان۔ ایک لڑکا تو یہ بھی کہہ رہا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ پاک نے آسمان پر اُٹھا لیا جبکہ تمہارے نبیؐ زمین میں دفن ہوئے۔

ماں :۔ بات شروع کرنے سے پہلے اگر آپ کچھ دلائل یاد کر لیں اور قرآنِ پاک اور حدیثِ مبارکہ کے حوالے سے بات کریں تو کم علم لوگوں کے دِل سے بنائی ہوئی کہانیاں آپ کو پریشان نہ کریں۔

بچہ :۔ تو مجھے سب سے پہلے قرآن پاک سے ایسی دلیل بتائیں جس کے آگے کوئی بات نہ ٹھہرے۔

ماں :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہماری طرح انسان تھے۔ کھاتے پیتے تھے۔ سوتے جاگتے۔ خوش رہتے۔ غم اٹھاتے۔ ان پر سب انسانوں کی طرح خدا تعالیٰ کا قانون لاگو ہوتا ہے وہ زندہ بھی رہے اور وفات بھی پائی۔

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرماتا ہے کہ:۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ (المائدہ : ۱۱۸)

یعنی جب تک میں ان میں (موجود) رہا میں ان کا نگران رہا۔ مگر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تُو ہی ان پر نگران تھا۔

یہاں پہلے حصے میں ان کی زندگی کے متعلق بتایا اور دوسرے حصّے میں ان کی وفات کا ذکر ہے۔ کیونکہ یہی لفظ اللہ تعالیٰ نے عام بندوں کے لئے قرآن پاک میں استعمال فرمایا یعنی یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ (البقرہ: ۲۳۵) تم میں سے وفات پا جاتے ہیں۔ جہاں عام لوگوں کے متعلق استعمال فرمایا وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں بھی فرمایا "نَتَوَفَّيَنَّكَ (یونس: ۴۷) ہم تجھے وفات دیں گے اور ایک اور مقام پر سورہ سجدہ: ۱۲ میں موت کے فرشتے کی ڈیوٹی بھی اس لفظ کے استعمال سے بتا دی کہ یَتَوَفّٰكُمْ کہ وہ تم کو وفات دیتا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ اس لفظ کو رسول کریمؐ نے بھی ایک دو جگہ نہیں کئی جگہ استعمال فرمایا ہے۔ ہم نماز جنازہ پڑھتے ہیں اس میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے یعنی مَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا۔ اس وقت میّت بھی سامنے پڑی ہوتی ہے اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بتائے ہوئے طریقے حیات کے مقابل پر توفی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

پھر ایک موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بخاری شریف میں اسی آیت کو اپنے متعلق بھی بیان فرمایا کہ میں بھی قیامت کے روز اسی طرح کہوں گا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا یعنی پوری آیت کہ میں جب تک ان میں موجود رہا اُن کا نگران رہا مگر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تُو ہی اُن پر نگران تھا۔ اب جو معنی اس آیت یا لفظ کے اللہ تعالیٰ نے اور رسول کریمؐ نے بتائے ہیں۔ ہم تو اسی کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ

مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (سورۃ عنکبوت آیت ۵۸)

ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا۔

بچہ :۔ ہمارے مخالفین بھی قرآنِ پاک سے ہی ان کا آسمان پر جانا ثابت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں قرآنِ پاک میں لکھا ہے رفع ہو گیا۔ اُٹھا لیا۔

ماں :۔ قرآنِ پاک میں آتا ہے۔

يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ (سورۃ آلِ عمران آیت ۵۶)

اے عیسیٰ! میں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزّت بخشوں گا۔

بچہ :۔ لیکن امی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا آسمان پر لے گیا۔ پھر بعد میں وہ دوبارہ آئیں گے۔ ساری دنیا کی اصلاح کریں گے پھر وفات ہو گی۔

ماں :۔ آپ صرف یہ دیکھیں کہ قرآنِ پاک کیا کہتا ہے۔ وہ صاف طور پر کہہ رہا ہے کہ عیسیٰؑ کو وفات دی جائے گی۔ پھر اس کے درجات بلند ہوں گے۔ اگر آپ رفع سے مراد آسمان پر جانا لے لیں۔ تو دو سجدوں کے درمیان جو دعا آپ پڑھتے ہیں۔ اس میں آتا ہے وَارْفَعْنِیْ تو کیا اس کا مطلب آسمان پر اٹھا لے؟

بچہ :۔ نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے عزّت عطا کر۔

ماں :۔ اب آپ کی سمجھ میں بات آئی۔ کہ رفع سے مراد عزّت دینا۔ عزّت سے انجام بخیر کرنا ہے اور ویسے بھی آیت یا حدیث میں آسمان کا لفظ ہی نہیں ہے کہ کہ آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور یہ عام سی بات ہے جو فوت ہو جاتا ہے وہ اللہ کے پاس چلا جاتا ہے۔

بچہ:۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ یہ کیوں کہہ رہا ہے کہ میں نے عیسٰیؑ کو وفات دی اور اس کو عزت سے اپنے پاس بلایا۔

ماں:۔ دراصل یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ جس شخص کو صلیب دی جاتی ہے۔ وہ لعنتی ہوتا ہے اور انہوں نے حضرت عیسٰیؑ کو اسی لئے صلیب پر مارنا چاہا۔ (کہ توریت کے لحاظ سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے) کہ یہ انسان جو اپنے آپ کو خدا کا نبی کہتا ہے۔ وہ نبی نہیں بلکہ گناہ گار ہے۔ اس لئے انہوں نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے اپنا فیصلہ کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے بھی ان کے مقابلہ پر تدبیر کی۔ کہ یہ میرا نیک بندہ ہے۔ میرا نبی ہے۔ میں اس کو اس لعنتی موت سے بچاؤں گا۔ چنانچہ اس نے آپ کو صلیب پر سے زندہ اتارا۔ پھر آپ کے حواری (ماننے والے) آپ کا علاج مرہم سے کرتے رہے۔ جب آپ ٹھیک ہو گئے تو خدا تعالیٰ کے حکم سے کشمیر کی طرف ہجرت کی کیونکہ آپ نے یہودیوں کو خدا تعالےٰ کا پیغام پہنچانا تھا۔ اور یہودیوں کے کچھ قبائل ہجرت کر کے افغانستان، ہندوستان پاکستان۔ کشمیر۔ تبت، نیپال وغیرہ کے علاقوں میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ ان کو خدا تعالےٰ کا پیغام اور توریت کی تعلیم پر عمل کروانے کے لئے چلے گئے۔

وہاں پر آپ نے کھل کر تبلیغ کی اور ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس علاقہ میں لوگ آپ کو شہزادہ نبی کہتے تھے۔ آپ کی قبر سرینگر محلہ خانیار میں ہے۔ یوں خدا تعالےٰ نے قرآنِ پاک کے ذریعہ یہودیوں کی اس کوشش کی ناکامی کا ذکر کیا۔

بچہ:۔ حضرت عیسٰیؑ کی ہجرت کا ذکر قرآنِ پاک میں ہے۔

ماں : بالکل ہے۔ قرآن پاک وہ واحد کتاب ہے۔ جو خدا کا کلام ہے۔ اور ساتھ ہی یہ اُس کے نیک بندوں کے بارے میں جو غلط باتیں انسانوں نے مشہور کی تھیں۔ ان کی وضاحت کرتا ہے۔ ان کی بریت کرتا ہے اور صحیح حالات سے انسانوں کو آگاہ کرتا ہے کہ اصل میں کیا ہوا تھا۔ یہ قرآن کریم کا بہت بڑا احسان ہے۔ تمام قوموں اور تمام مذاہب پر کہ ان کے انبیاء کی صفائی قرآنِ پاک نے پیش کی اور ان کے مخالفین کے منہ بند کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (سورۃ المومنون آیت ۵۰)

یعنی ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان بنایا۔ اور ان دونوں کو ایک بلند زمین پر پناہ دی جو آرام دہ اور چشموں والی ہے

اب کشمیر کے علاقے کو دیکھیں تو وہ بالکل ایسی ہی جگہ ہے جو خدا تعالیٰ بتا رہا ہے۔

بچہ : امی جان یہ بات تو قرآنِ پاک سے معلوم ہو گئی کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے ہجرت کی۔ کیا احادیث میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔

ماں : آپ کو معراج اور اسراء کا واقعہ تو معلوم ہے۔ معراج کے موقع پر جب آپ حضرت جبرائیل کے ساتھ آسمانوں کی سیر کے لئے گئے۔ تو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحیٰیؑ سے آپ کی ملاقات تیسرے آسمان پر ہوئی۔ پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ سے اس طرح ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے۔ یہ انبیاء اور ان جیسے درجات رکھنے والے نبی تھے۔ اور سب کے سب کو آپ نے

وفات یافتہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح اسراء کے موقع پر جب آپ نے بیت المقدس میں انبیاءؑ کو نماز پڑھائی تو ان میں بھی حضرت عیسیٰؑ موجود تھے اب یہ بات آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو یا تو وہ فوت شدہ افراد سے الگ ہوتے یا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اس کی وضاحت فرماتے لیکن آپ نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔

بچہ:۔ اور بھی کوئی حدیث ہے۔

ماں:۔ ایک حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں۔ بے شک عیسیٰ ابن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ حضرت عیسیٰؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے ۵۷۱ سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اگر ۳۳ سال میں ان کو صلیب دی گئی۔ اور آپؐ کے زمانے تک ان کی عمر کئی سو سال ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن آپؐ فرماتے ہیں ۱۲۰ سال زندہ رہے۔ (کنز العمال) گویا پھر ان کی وفات ہو گئی۔

بچہ:۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔

ماں:۔ ایک واقعہ اور بتا دوں۔ جس سے اچھی طرح وضاحت ہو جائے گی۔ جب پیارے آقاؐ کی وفات ہوئی۔ اس وقت حضرت عمر فاروقؓ صدمے کی وجہ سے کہہ رہے تھے کہ اگر کسی نے کہا کہ آپؐ فوت ہو گئے تو میں اُس کی گردن اڑا دوں گا۔ اور ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے اور قرآن پاک کی آیت پڑھی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ

اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ

(سورۃ آلِ عمران آیت ۱۴۵)

بچّہ:۔ اس کا مطلب بتائیے ۔

ماں:۔ اس کا مطلب ہے کہ محمدؐ (رسول اللہ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں (یعنی فوت ہو چکے ہیں جیسے ہم اپنے باپ دادا یا پہلی قوموں کے متعلق کہتے ہیں وہ گذر چکے ہیں یعنی فوت ہو چکے ہیں) تو کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے یعنی (اسلام چھوڑ دو گے۔

اس آیت کا سُننا تھا۔ کہ حضرت عمر فاروقؓ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے۔ اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب پیارے آقا ہم میں موجود نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب یہ آیت تلاوت کی اُس وقت مدینہ میں تمام بڑے جلیل القدر صحابہؓ موجود تھے۔ لیکن کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ حضرت عیسیٰؑ تو زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ ہمارے آقا بھی زندہ رہیں گے۔ سب کا اس وقت خاموش رہنا ثابت کرتا ہے۔ کہ قرونِ اُولیٰ کے مسلمان وفات مسیحؑ کے قائل تھے اور یہ اُمتِ مسلمہ کا سب سے بڑا اجماع تھا جو تمام انبیاءؑ کی وفات ثابت کرتا ہے۔

بچّہ:۔ حضرت عیسیٰؑ کی وفات تو بالکل سمجھ میں آگئی۔ لیکن یہ بات کہ آپ ہی دوبارہ آئیں گے (کیونکہ عیسیٰؑ کے لئے لفظ نازل ہونا۔ نزول کہا جاتا ہے) اس کا کیا مطلب ہے۔

ماں:۔ مسلمانوں نے اصل میں حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ لفظ نازل ہونا یا نزول کرنا سے غلطی کھائی ہے۔ اور عیسائی پادریوں نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ میں آپ کو پہلے لفظ نازل اور نزول سمجھا دوں۔ پھر بات آگے بڑھے گی۔ اللہ تعالےٰ نے ہر اس چیز کے بارے میں لفظ نازل یا نزول

استعمال کیا ہے. جس سے انسانیت کی بقا اور اس کی ترقی وابستہ ہو۔
ایک جگہ سب اشیاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۚ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ (الحجر : ۲۲)

اس آیت میں ہر چیز کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر ہے
ایک جگہ لباس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا (الاعراف : ۲۷)

کہ ہم نے لباس نازل کیا۔
پھر یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ

یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ (المؤمن : ۱۴)

یعنی آسمان سے رزق نازل کیا جبکہ رزق زمین میں پیدا ہوتا ہے۔

اب ہم ساری دھاتوں کو دیکھیں تو صرف لوہے کے بارے میں آتا ہے۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔

ہم نے لوہا اتارا۔ جس میں جنگ کا سامان ہے۔ اور بھی لوگوں کے لئے فائدے ہیں۔ (سورة الحدید : ۲۶)

پھر دودھ کے بارے میں آتا ہے کہ نازل کیا۔ چوپائے نازل کئے۔ لیکن آپ نے ان سب کو کبھی آسمان سے برستا نہیں دیکھا ہو گا۔
پھر انبیاءؑ کے بارے میں نزول کا لفظ آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی قرآن پاک فرماتا ہے۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ (الطلاق : ۱۲،۱۱)

یعنی اللہ نے تمہاری طرف ایک یاد کرانے والا رسول اتارا ہے۔ جو تم پر

اللہ کی آیات پڑھتا ہے۔

شریعت کے بارے میں بھی نازل ہونا آتا ہے۔ مثلاً قرآن پاک کے لئے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (الحجر:۱۰) ہم نے ہی اِس ذکر کو اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

اِن تمام مثالوں سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ نازل کرنا۔ نزول کا لفظ ہر فائدہ مند چیز کے لئے آتا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہوتی ہے کہ وہ آسمان سے اترے گی۔

بچہ:- جزاکم اللہ ۔ میں نازل اور نزول کو بھی سمجھ گیا۔ لیکن ابنِ مریم سے کیا مراد ہے؟

ماں:- اگر آپ کسی کو بہت زیادہ سخاوت کرتا دیکھیں تو کہتے ہیں۔ کہ فلاں تو حاتم طائی ہے۔ یا فلاں تو چاند ہے۔ خوبصورت کو چاند کہہ دیتے ہیں، نیک سیرت کو فرشتہ، بہادر کو شیر کہہ دیتے ہیں۔ ان سے ان کی صفات جیسا ہونا مراد ہوتا ہے۔ آنے والے کو مسیح کہا گیا۔ اس سے مراد اس کی سچائی تھی یعنی وہ روحانی بیماریوں سے نجات دیگا۔ ابن مریم کہا اس سے مراد حضرت عیسیٰؑ کی طرح جو موسیٰؑ کے بعد چودہ سو سال بعد آئے تھے اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (آپ پر سلامتی ہو) نے بھی قرآن پاک ۔ اسلام کی تعلیم کو زندہ کرنا تھا۔ جس طرح حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو عیسائیت کی تعلیم کے ذریعہ اتفاق واتحاد کے ساتھ جمع کر دیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے بھی تمام فرقوں کو احمدیت کے ذریعہ ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دینا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر اس زمانہ میں جو فتنہ دجال کا اور یاجوج ماجوج کا پھیلنا تھا جس کے پھیلانے کا سبب بھی یہ عیسائی اقوام تھیں۔ اس لئے اس سے نجات دلانا بھی مسیح ابن مریم کا کام تھا۔ جو حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے

ذریعہ پورا ہو رہا ہے۔

بچہ:- میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً آپؐ زندہ ہیں۔ اور ہر مردہ آپ سے زندگی پاتا ہے۔ بے شمار سلام ہوں آپؐ پر اور آپؐ کے اصحابؓ پر اور آپؐ کے غلام پر جو انسانوں کو ہدایت دے رہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ امی جان اب میں وفاتِ مسیحؑ، ان کا دوبارہ آنا۔ وغیرہ کے بارے میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ خدا کرے کہ میں ان تمام باتوں کو اپنے دوستوں کو بھی سمجھا سکوں۔

ماں:- اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ کہ وہ تمہاری زبان میں ایسی تاثیر پیدا کر دے۔ اور تمہارے ذہن کو علم سے بھر دے تم کو قوت عطا کرے کہ تم صحیح طور پر سب کو سمجھا سکو۔ ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ کہ اگر اس دنیا میں خدا تعالیٰ کسی کو زندہ رکھتا تو وہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر کسی کو دشمنوں سے معجزانہ رنگ میں بچانا مقصود ہوتا تو یہ حق بھی ہمارے آقا کا ہے۔ جنہوں نے تمام انبیاءؑ سے زیادہ دکھ اُٹھائے۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے کسی کو ساتویں آسمان پر اپنے داہنے ہاتھ بٹھانا ہوتا۔ تو یہ مقام بھی صرف اور صرف ہمارے آقاؐ کا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے خدا سے سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور خدا بھی ان کے ساتھ عشق رکھتا تھا۔

کیونکہ آپؐ کی خاطر اس کائنات کی تخلیق کی گئی۔ آپؐ کے نورؐ نور محمدی سے تمام انبیاء حصّہ لے کر دنیا میں پھیلے ہوئے گمراہی کے اندھیروں کو دُور کرتے رہے ہیں قرآن پاک جیسی مقدس تعلیم کو تمام انسانوں کے مسائل کا نہ صرف حل بتایا بلکہ قیامت تک کے لئے یہ انسانیت کے لئے لائحہ عمل بھی ہے۔ کیونکہ اس

میں جہاں تک انسانوں نے ترقی کی ہے۔ جو حالات پیدا ہونے والے ہیں۔ ان سب پر صرف اور صرف یہ پاک تعلیم ہی روشنی ڈالتی ہے۔

اور اب اس زمانے کے لئے جو سب سے بڑا فتنہ دجال اور یاجوج ماجوج کا ہے۔ اس کے بارے میں بھی تمام انبیاءؑ اپنی اپنی قوم کو بتاتے، ڈراتے آئے ہیں کہ اس سے بڑا فتنہ کبھی نہیں پھیلا۔

اس فتنہ سے دنیائے انسانیت کو نجات دلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے میرے پیارے آقا سیدنا و اِمامنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک غلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (آپ پر سلامتی ہو) کو چنا جو ابنِ مریمؑ بھی کہلائے۔ ان کو مسیح کہا گیا۔ وہ مہدی بھی ہیں۔ یعنی ہدایت پاکر ہدایت دینے والے۔

اس مسیح و مہدی کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت کے طفیل قوتیں اور طاقتیں عطا کیں۔ دُعا کا معجزہ دیا۔ جس کے ذریعہ آپ نے انسانیت کو اس فتنہ سے نجات دلانے کے سامان پیدا کر دیئے۔ اور جو بھی آپ کے دامن سے وابستہ ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف خدا تعالیٰ بلکہ پیارے آقا محمد مصطفےٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا بھی عاشق بن کر اُن کے پیار سے حصّہ لیتے ہوئے انسانوں کو نجات دلانے کے لئے نکل پڑتا ہے۔

اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس دنیا میں کون زندہ ہے۔ جن کی زندگی نمونہ ہو۔ جس کی تعلیم زندہ ہو۔ جن کا مذہب تمام مذاہب کی سچائی اور ان کے انبیاء کی صداقت کا گواہ بنا ہو۔ جن کے اقوال اور سُنّت پندرہ سو سال گزرنے کے باوجود دہرائے جاتے ہوں۔ جن کے اصحاب کے واقعات انسان اپنے

رشتہ داروں کی طرح یاد کرتا ہو۔ اور یہ سب کچھ میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میری روح آپؐ پر فدا ہو۔ آپ کا سرمایہ ہے۔ پھر ہم کیسے حضرت عیسیٰؑ کو زندہ مان لیں۔ ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ اپنی کتاب "آئینۂ کمالاتِ اسلام میں فرماتے ہیں:۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کاملؑ کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی وسماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کاملؑ میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاخیار محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔"

شانِ محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ عِلموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(دُرِّ ثمین)

قرآن شریف کی خوبیاں

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

(درثمین)

جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں
اغیار کا بھی بوجھ اُٹھانا پڑے ہمیں
اس زندگی سے موت ہی بہتر ہے اے خدا
جس میں کہ تیرا نام چھپانا پڑے ہمیں
پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمودؔ کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں۔

(کلامِ محمودؔ)

نونہالانِ جماعت سے خطاب

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو

چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو
تاکہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

دل میں ہو نور تو آنکھوں سے رواں ہوں آنسو
تم میں اسلام کا ہو مغز فقط نام نہ ہو

رغبتِ دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو

(کلامِ محمودؔ)

ہمارا لباس

ماں۔ جب موسم بدلتا ہے لباس بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ سردیوں کے کپڑے محفوظ کر لیتے ہیں اور گرمیوں کے ہلکے کپڑے نکال لیتے ہیں۔ اسی طرح جب سردیاں آنے والی ہوتی ہیں تو لحاف، کمبل، سویٹر نکال کر دھوپ لگواتے ہیں۔

بچہ۔ ہمیں یہ کام بہت پسند ہے۔ پرانے کپڑے نئے لگتے ہیں کچھ پرانے کپڑوں کو دیکھ کر ہنسی آتی ہے کہ ہم کبھی اتنے چھوٹے بھی تھے۔

ماں۔ وقت گزرنے کے ساتھ قد بڑھتا ہے تو کپڑے بھی بڑے بنانے پڑتے ہیں پھر اس لئے بھی نئے کپڑے بناتے ہیں کہ بہت چھوٹے بچے تو نیکر، بشرٹ یا فراک جانگیہ پہن سکتے ہیں۔ کبھی فراک میں آستینیں بھی نہیں ہوتیں مگر جب بڑے ہوتے ہیں تو لباس میں تبدیلی آجاتی ہے۔

بچہ۔ اب مجھے نیکر پہننا بالکل اچھا نہیں لگتا۔

ماں۔ یہی تو میں سمجھا رہی ہوں کہ چھوٹے بچے اور بڑے بچے کے لباس میں فرق ہوتا ہے۔ آپ بتائیں نماز کتنے سال میں ضرور پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

بچہ۔ دس سال کی عمر سے ویسے سات سال سے عادت ڈالنے کے لئے پڑھتے ہیں۔

ماں۔ بس یہی عمر مناسب لباس کی ہوتی ہے۔ پوری ٹانگیں ڈھکی ہوں۔ سر پہ دوپٹہ یا ٹوپی ہو۔ بٹن بند ہوں۔ آستینیں کھلی نہ ہوں مطلب یہ کہ باوقار لباس ہو۔

بچّہ ۔ جیسے مسجد میں جاتے ہیں ۔

ماں ۔ جی ہاں ! اس کے علاوہ بھی مناسب لباس کا خیال رکھا جاتا ہے ۔

بچّہ ۔ جیسے سکول جاتے وقت ، کسی کے گھر جاتے وقت ، کسی بزرگ سے ملتے وقت ، اجلاس میں جاتے وقت ۔

ماں ۔ ہمارے پیارے آقاؐ چاہتے ہیں کہ مسلمان لباس سے بھی مسلمان نظر آئیں ۔ دوسرے مذہب والوں کی طرح کا لباس نہ پہنیں ، اور ان کی طرح نظر آنے کی کوشش نہ کریں ۔

بچّہ ۔ ہمارے پیارے آقاؐ ہمیں کتنی چھوٹی چھوٹی باتیں سمجھاتے ہیں ۔

ماں ۔ ایک بات ایسی بتا دیتے تھے کہ اُس سے انسان خود باقی سب باتوں کے متعلق فیصلہ کرلے ۔ لباس کا نام لے لے کر نہیں بتایا کہ یہ پہنو ، یہ نہ پہنو بلکہ ایک اصول بتا دیا کہ ایسا لباس پہنو جس سے دیکھنے میں مسلمان نظر آؤ ۔ اسی سے ایک اور بات یاد آگئی ۔ ہمارے پیارے آقا نے یہ بھی فرمایا کہ جب بچے دس سال کے ہو جائیں (تقریباً وہی عمر نماز باقاعدہ پڑھنے کی ہے) تو الگ الگ بستروں میں سویا کریں ۔

بچّہ ۔ اس سے اور کن باتوں کا علم ہوا ؟

ماں ۔ اگر سوچیں تو بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے ۔ مثلاً تم دیکھو جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں سب کو پیارے لگتے ہیں ، سب گود میں اُٹھاتے ہیں کندھے پر بٹھا لیتے ہیں مگر اس بات سے اندازہ ہوا کہ اب گود میں بیٹھنے سے زیادہ بہتر ہے کہ الگ الگ بڑوں کی طرح بیٹھیں ۔ کھیل کُود میں بھی ان باتوں کا خیال رکھیں ۔ لڑکیاں الگ لڑکیوں میں کھیلیں اور

لڑکے الگ لڑکوں میں کھیلیں۔ جس طرح ہر عمر کا لباس الگ ہوتا ہے اس طرح ہر عمر کے شرم و حیا کے طریقے بھی الگ ہوتے ہیں۔

بچّہ۔ مثلاً

ماں۔ مثلاً نہاتے اور لباس تبدیل کرتے وقت مکمل پردے کا خیال رکھنا چاہیئے۔ بچیاں اپنے بزرگوں، ماموں، خالو، پھوپھا، چچا، تایا جیسے سب بزرگ رشتہ داروں اور ملنے والوں کے سامنے تو جائیں مگر وقار کے ساتھ احترام کے پہلوؤں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے نظر نیچی رکھیں۔ دوپٹہ لیا ہو۔

بچّہ۔ آواز بھی نیچی رکھیں۔

نہیں بچّے، میانہ روی سے یعنی زیادہ نیچی نہ اونچی، بات کرو تو صاف ایک ایک لفظ سمجھ آئے یہ نہیں کہ آدھا فقرہ سمجھ آجائے اور آدھا سُننے کے لئے بار بار کیا کہا، کیا کہا کہنا پڑے۔ احمدی بچّے بہادر ہوتے ہیں۔ بات صاف سچّی اور اونچی آواز میں کرتے ہیں۔ منہ بسور کے بات نہیں کرتے۔ بات میں گستاخی کا رنگ نہ ہو مگر آواز اُونچی ہو۔ جو دیکھے وہ کہے کہ یہ اچھّے خاندان اور اچھّی جماعت کا بچّہ ہے۔

بچّہ۔ ہم اِن باتوں کا خیال رکھیں گے۔

ماں خدا آپ کو عمل کرنے اور ہمیں صحیح باتیں سمجھانے کی توفیق دے۔ ایک حدیث ہمیشہ یاد رکھنا۔

"بے حیائی انسان کو بدنما بناتی ہے جبکہ حیا حُسن اور خوب صورتی پیدا کرتی ہے۔"

سالگرہ کیسے منائیں

ماں۔ آج آپ نے مجھ سے سالگرہ کے بارے میں بہت سے سوال کئے تھے اُس وقت میں کچھ مصروف تھی آئیے اب میرے پاس بیٹھئے میں نہ صرف صبح کئے ہوئے سارے سوالات کا جواب دوں گی بلکہ ابھی اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال آئے تو وہ بھی پوچھ لیں۔ پہلی بات تو یہ کہ اگر ہمارے پاس محدود تعداد میں کوئی چیز ہو اور ایک ایک کر کے ختم ہو رہی ہو تو کیا ہم خوش ہوں گے مثلاً لفافے میں سے ٹافیاں یا بٹوے میں سے روپے۔ یہی حساب عمر کے سالوں کا ہے۔ عمر محدود ہے جو سال گزرتا ہے ہماری عمر کا ایک سال کم ہو جاتا ہے اس میں خوشی کی کوئی بھی بات نہیں جو ہم پارٹیاں کریں، کیک کھائیں، تحفے وصول کریں۔ دوسری بات آپ نے یہ پوچھی تھی کہ عیسائی ہندو، پارسی اور اکثر مسلمان ساری دُنیا میں سالگرہ مناتے ہیں تو ہم کیوں نہیں مناتے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں لکھا ہے جو شخص جس قوم کے طور طریقے اپنائے گا اُسی میں شامل سمجھا جائے گا۔ جیسے اگر ایک گروہ میں عیسائیوں کے تین خداؤں کو ماننے والے موجود ہوں۔۔ ایک گروہ میں ہندوؤں کے بتوں کو ماننے والے، ایک گروہ میں، اللہ تعالیٰ کو ماننے والے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والے موجود ہوں تو آپ یقیناً اُس گروپ میں حاضر ہونا پسند کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گروپ ہو گا۔ اس گروپ میں شامل

ہونے کے لئے اُسی طریق پر چلنا ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا طریق ہے۔ سالگرہ کی رسم منانا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا طریق نہیں۔ آپؐ کی اور آپؐ کے بچّوں کی سالگرہ کبھی نہیں منائی گئی۔ خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی سالگرہ نہیں منائی گئی پھر سینکڑوں سال تک مسلمانوں میں یہ رسم نہیں آئی۔ برصغیر میں انگریزوں کے آنے سے یہ رسم آئی اور ان کی نقالی میں جہاں اور بہت سی رسمیں آئیں یہ رسم بھی آگئی، کچھ اس میں رسمیں ہندوؤں سے آئیں۔ آج کل بچے کی پیدائش پر شادی بیاہ کے موقعوں پر اور کسی کی وفات پر جو رسمیں کی جاتی ہیں اکثر بعد میں شامل ہوئی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے اس زمانے کے مہدی کو مان لیا جن کو دین میں سے غلط باتیں ہٹانے کا کام سونپا گیا تھا۔ اب ہمارے سامنے اُن کا طریق بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی سالگرہ کبھی نہیں منائی گئی۔ آپ کے بچّوں کی، ہمارے پیارے خلفاء کی سالگرہ بھی نہیں منائی گئی۔ موجودہ خلیفہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد اور آپ کے بچّوں کی بھی نہیں منائی جاتی۔ اب آپ خود دیکھ لیں کہ یہ رسم کرنی چاہیئے یا نہیں۔

بچّہ۔ مگر دوسروں کو سمجھانا بہت مشکل ہے۔

ماں۔ کچھ مشکل نہیں آپ یہ بتائیے کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں۔ ہمارا ہر کام خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے سارے طریق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم سب سے زیادہ جانتے تھے۔ آپؐ کے بعد خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کا کوئی نیا طریق کوئی نہیں بتا سکتا۔ اگر کوئی نئی بات داخل کرے گا تو وہ دین میں نئی بات داخل کرے گا۔ صرف سالگرہ کی رسم ہی نہیں کوئی بھی ایسی رسم جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت نہیں

درست نہیں ہو سکتی ۔ پھر اس پر عمل کرنا بے کار ہے ۔ لوگ سالگرہ اس لئے نہیں مناتے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوگا بلکہ اس لئے کہ دنیا والے کیا کہیں گے یا فلاں فلاں مناتا ہے تو ہم کیوں نہ منائیں ۔ آپ نے سوچا کہ سالگرہ پر خرچ کیا ہوا پیسہ ایک طرح سے ضائع ہی ہوا ہی کسی بہتر مصرف میں لایا جائے مثلاً دین کی خاطر یا کسی غریب کی مدد کی خاطر بہت ثواب ہوگا۔ سب بچے تو سالگرہ نہیں منا سکتے ۔ کئی غریب بچے دیکھ دیکھ کر ترستے ہیں ۔ جو پہلے ہی غریب ہے اُس کا دل دُکھانا عقل مندی نہیں ہے ۔

بچہ ۔ اگر امیر ہوں اور روپیہ پیسہ ہو تو سالگرہ منا سکتے ہیں ؟

ماں ۔ یہ کیسا سوال ہے جو غریب ہیں اور منا ہی نہیں سکتے وہ نہ منائیں تو کتنا ثواب ہوگا اور جو امیر ہیں روپیہ پیسہ رکھتے ہیں مگر اپنے پیارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنے کا ثواب حاصل کرنے کے لئے نہ منائیں یہی تو اصل ثواب ہے ۔ سادگی اپنانے کے بڑے فائدے ہیں ۔ سادہ رہیں گے تو خوش دلی کے ساتھ نیک کاموں میں روپیہ خرچ کر سکیں گے ۔

بچہ ۔ پھر میں سالگرہ کا دن کیسے مناؤں ؟

ماں ۔ وہ دن منائے جاتے ہیں جو دینی یا قومی اہمیت رکھتے ہوں ۔ پیدائش کی تاریخ ہر سال آئے گی جیسے باقی دن ویسے وہ دن ۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ضرور ادا کریں کہ اُس نے بخیر و عافیت سال گزارا ۔ اگلے سال پہلے سے بہتر گذارنے کے لئے دعا کریں ۔ بہت صدقہ دیں ۔ کسی غریب کی مدد کریں ، اور دعا کریں کہ زندگی میں ہر آنے والا دن گذرنے والے دن سے زیادہ کامیاب ہو ۔ میں بھی سب احمدی بچوں کے لئے یہی دعا کرتی ہوں

فضلِ خدا کا سایہ تم پر رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے

آمین

اُمتِ محمدیہ میں ہر صدی میں ظاہر ہونے والے مجددین سلسلہ

پہلی صدی	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ
دوسری صدی	حضرت امام شافعیؒ بعض کے نزدیک حضرت امام احمد بن حنبلؒ
تیسری صدی	حضرت ابوشرحؒ و ابوالحسن اشعریؒ
چوتھی صدی	حضرت ابوعبید اللہ نیشاپوریؒ و قاضی ابوبکر باقلانیؒ
پانچویں صدی	حضرت امام غزالیؒ
چھٹی صدی	حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ
ساتویں صدی	حضرت امام ابن تیمیہؒ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ
آٹھویں صدی	حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ و حضرت صالح بن عمرؒ
نویں صدی	حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ
دسویں صدی	حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ
گیارہویں صدی	حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندیؒ
بارہویں صدی	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
تیرہویں صدی	حضرت سید احمد بریلویؒ
چودھویں صدی	حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مجددِ اعظم، امام آخر زماں مسیح و مہدی (آپ پر سلامتی ہو)

(حجج الکرامہ)

چند نصائح

۱۔ پڑھتے وقت کتاب کو آنکھوں سے ایک فٹ دور رکھیں۔
۲۔ گندی جرابوں سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جرابیں اور پاؤں صاف رکھئے۔
۳۔ نوکیلی چیز منہ اور کان میں نہ ڈالیں۔
۴۔ دائیں ہاتھ سے اپنے آگے سے کھانا کھائیں۔
۵۔ کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہ ماریں۔
۶۔ چھوٹے بڑے سب کو سلام کرنے میں پہل کریں۔
۷۔ کنگھی کے بعد بالوں کو کنگھی سے نکال کر کسی کاغذ یا لفافے میں لپیٹ کر ڈبے میں ڈالیں۔
۸۔ مجلس میں ناک میں انگلی ڈالنا اور ناخن کاٹنا پسندیدہ کام نہیں۔
۹۔ اپنے جیب خرچ سے تھوڑی بچت کر کے کسی غریب کی مدد کریں۔
۱۰۔ اپنے اجلاسوں میں ضرور شریک ہوں۔

نام کتاب ــــــــــ گلدستہ

مرتبہ ــــــــــ امۃ الباری ناصر+بشریٰ داؤد

ناشر ــــــــــ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

تعداد ــــــــــ ایک ہزار

طبع ــــــــــ سوم

کتابت ــــــــــ خالد محمود اعوان

شمارہ ــــــــــ ۳۶

پرنٹر ــــــــــ صدیقی انٹرپرائز

" ایک اچھا زمیندار سب سے پہلے بیج کی فکر کرتا ہے ۔بیج کے اچھا ہونے پر فصل کی کامیابی کا دارومدار ہے ...... اگر جماعت کی آئندہ ترقی کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہو تو بچپن بلکہ ولادت سے ہی بچوں کی اچھی تربیت کا انتظام ہونا چاہیئے ۔

اے وہ لوگو ! جن کے ہاتھوں میں ان کی تربیت کی باگ ڈور دی گئی ہے ۔ اپنی ذمّہ داری کو سمجھو اور اس عمر کی قدر و قیمت کو پہچانو ۔کیونکہ آگے چل کر آج کے بچّوں کے سر پر ہی جماعتوں کے کاموں کا بوجھ پڑنے والا ہے ۔ لہٰذا اپنے بچوں کو ابھی سے ___ اور احمدیّت کے مضبوط سپاہی والی تربیت دو ۔جن کے کندھے اتنے فراخ اور مضبوط ہوں کہ ہر بوجھ کو اُٹھانے کی طاقت رکھیں ۔

تربیّت میں پانچ باتیں خاص طور پر بڑی اہم اور بڑی دُور رس ہیں ۔

۱۔ صداقت اور سچ بولنے کی عادت

۲۔ دیانت داری اور ہر قسم کے دھوکا اور فریب سے اجتناب

۳۔ محنت اور جاں فشانی اور عرق ریزی

۴۔ جماعت کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کا جذبہ

۵۔ نماز کی پابندی اور دعاؤں کی عادت "

تربیتی مضامین صفحہ ۳۰ - ۳۱

از حضرت صاحبزادہ مرزا البشیر احمد ایم ۔ اے (خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

FOOTPRINTS

One night a man had a dream.
He dreamed he was walking along the beach with the LORD.
Across the sky flashed scenes from his life.
For each scene, he noticed two sets of footprints in the sand:
one belonging to him, and the other to the LORD.

When the last scene of his life flashed before him,
he looked back at the footprints in the sand.
He noticed that many times along the path of his life
there was only one set of footprints.
He also noticed that it happened at the very lowest and saddest times in his life.

This really bothered him and be questioned the LORD about it:
"LORD, you said that once I decided to follow you,
you'd walk with me all the way.
But I have noticed that during the most troublesome times in my life
there is only one set of footprints.
I don't understand why when I needed you most you would leave me.'

The LORD replied:
"My son, My precious child, I love you and I would never leave you.
During your times of trial and suffering,
when you see only one set of footprints, it was then that I carried you."

Author unknown